REDISTRED

L. No. 29.

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۳۹ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہی ۱۰ فروری سنہ ۱۹۱۱ء | نمبر ۶

اخبار کی بہار

ٹریپولی میں ۴۳ برس کے بعد پہلی مرتبہ ایک آدمی کو خون کے جرم میں پھانسی کا حکم ہوا ہے۔

نیویارک میں ایک اٹالین مرد اور عورت پر بروکلن کورٹ میں بچوں کے چرانے کے جرم میں مقدمہ ہوا ہے۔ قید کی سزا جو کہ جیون کو دی گئی مقرر نہ کی گئی۔ لیکن انکی میعاد ۱۲ برس سے ۵۰ برس تک کی قید ہے۔

ایک خط کے ذریعہ سے جو بہت سے اخباروں میں شایع کیا گیا ہے یوگنڈا کے بشپ ٹکر صاحب خبر دیتے ہیں کہ یوگنڈا میں ایک بڑا گرجہ بنانے کے لئے وہاں کے لوگوں نے اب تک ۹۰۰۰ روپیہ دیا ہے۔ پر بشپ صاحب اور ۶۰۰۰ روپیہ کے لئے اپیل کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یوگنڈا کے باشندے ۱۵۰۰۰ روپیہ جمع کرنے میں مصروف ہیں۔

بحر بالٹک میں فنلینڈ کے ساحل پر ایک بہت طاقتور بیڑا مقیم کیا گیا ہے اور اس واسطے سوئیڈن میں بہت خوف ظاہر ہوتا ہے اور غالباً سوئیڈن اپنا بیڑا بھی مضبوط کریگی۔

سپین کے تمام حصوں سے بہت سخت برفانی طوفانوں کی خبریں آئی ہیں۔ ریل گاڑیاں اور سواری کے دوسرے ذریعہ برف کے سبب سے بند ہو گئے ہیں۔ ہوالیوہ کا بجاری بند جس سے ۱۵۰۰۰ کیوبک میٹر پانی سمایا ہوا تھا پھٹ گیا اور تمام قرب وجوار کے حصوں میں بھر گیا اور ایک ریل گاڑی کو الٹ دیا۔ گیارہ اشخاص اس سبب سے ہلاک ہوئے۔ پی اینڈ او سٹیمر آرج منگولیا لی ہو تھہ گو دو گھنٹے دیر میں پہونچا۔

انگلستان میں سوتی کپڑے کی تجارت بہت روز کی تنزلی کے بعد پھر ترقی پر ہے۔ سا ؤتھ لنکا شایر میں بہت سے کارخانے جو کہ بہت دنوں سے بند تھے دوبارہ کھل گئے ہیں اور چونکہ تنزل کے دنوں میں بہت سے کاریگر دوسرے ملکوں میں چلے گئے یا دوسرے کاموں میں شامل ہو گئے اسواسطے کام کرنے والوں کی قلت ہے کارخانوں کے مالک اُمیدمیں ہیں کہ وے مزدور جو کہ امریکہ کو چلے گئے پھر لوٹ آویں۔ بلیک برن کے تمام پوتلی گھر سوائے چار کے کھلگئے ہیں۔ تجارت کی ترقی کے خواہاں کوشش کر رہے ہیں کہ دوسرے ملکوں سے کاریگروں کو بلاویں۔

امریکہ میں مسز زبردکس پر مقدمہ جاری تھا کہ اُنہوں نے بہت سا مال واسباب بغیر چُنگی کا محصول دینے کے کھاتے میں تبدیل کرکے چھوڑا لیا چُنگی والوں نے ۶۰۰۰۰ روپیہ کا دعوے کیا تھا لیکن فیصلے کے مطابق ۳۰۰۰۰ روپیہ ملا۔

نیویارک کی ایک خبر سے معلوم ہوا کہ برٹش سیلرس اور برٹش فوجین کے ایجینٹ کو مسٹر ہو ملاک ولسن سے جو کہ اس مجلس کے پیشوا ہیں ایک خط ملا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بادشاہ جارج کی تاجپوشی کے وقت تمام انگریزی بندرگاہوں کے ملازم اپنے کاموں کو بند کر دینگے۔

سنگاپور فری پریس کی ایک خبر سے معلوم ہوا کہ جب مسٹر ڈوہیو میتھیو جزیرہ جوہور کے ساحل پر شکار کے واسطے گئے تو اُنہوں نے ایک اژدہا سانپ مارا جس کی لمبان ۱۸ فٹ ۱۰ انچ تھی۔ اس سانپ نے ان کتوں پر حملہ کیا جو ہرن کا شکار کر رہے تھے اور اُن کو ہیں ڈالا۔ بعد کو درخت پر چڑھ گیا اور ایک شاخ پر لپٹا ہوا تھا جب کہ مارا گیا۔

بنوں میں پچھلے دنوں ایک فقیر فوت ہوا یوں تو وہ ایک صاحب جائداد شخص تھا لیکن نہ معلوم اُسے گداگری کی علت کیسی پڑ گئی اسکے مرنے پر جب اُس کے اسباب اور مکان کی تلاشی کی گئی تو ۲۰ ہزار روپیہ سے زیادہ بصورت نقدی برآمد ہوا۔ اس قماش کے گداگر اصلی گداگروں کو بھی بدنام کر دیتے ہیں کہاں گداگری کہاں ۲۰ ہزار سے زیادہ جائداد افسوس اسے کھانا نصیب بھی نہوا۔ صرف جمع کرنیکے لئے بطور بار۔

پچھلے دنوں نوشہرہ کلاں (پشاور) میں سندر لال ساہوکار کے گھر رات کے وقت چوروں نے ڈاکہ ڈالا اس بے چارے کی تمام پونجی جس کی مالیت پچاس ساٹھ ہزار روپیہ بیان کی جاتی ہے۔ کھلے دل سے لوٹ لی حتیٰ کہ معمولی چیزیں بھی اٹھا کر چلدیئے تھے نوشہرہ پولیس نے بعد تحقیقات بسیار پانچ سات چوروں کو معہ مال کے گرفتار کر لیا ہے۔ یہ چور نہ تو وزیری ہیں اور نہ ہی دوکر خیل بلکہ قریباً سب کے سب انگریزی رعایا میں سے ہیں جو نوشہرہ کے آس پاس انگریزی ہی علاقہ کے رہنے والے ہیں۔ پولیس اُن کے دیگر ہمراہیوں کی تلاش میں بھی بدستور مشغول پائی جاتی ہے جس سے اُمید ہوتی ہے کہ چور گرفتار ہو کر کیفر کردار کی سزا پائینگے سندر لال ساہوکار کیساتھ عوام کی ہمدردی پائی جاتی ہے۔

۱۳ دسمبر کی شب کو لاہور میو ہسپتال کی ایک نرس مسماۃ مس ٹامس صاحبہ کے زیورات مالیتی ۲ ہزار روپیہ اُن کے کمرہ سے گم ہو گئے تھے۔ چوری ہونے سے پانچ چھ روز بعد مس صاحبہ نے پولیس کو رپورٹ کی۔ چنانچہ یہ خبر سنکر خوشی ہوگی کہ پولیس نے ملزمان کو گرفتار کر کے مال برآمد کر لیا ہے۔ اس چوری میں ہسپتال کا ایک بہرہ یعقوب مسماۃ بندہ اور مسمی نانو اور بھنگی کا چالان انارکلی پولیس نے عدالت میں پیش کر دیا ہے۔

کدابیہ صوبہ مدراس میں گذشتہ ماہ نومبر و دسمبر میں تین مردم خور شیر کہیں جنگل سے آگئے اور انہوں نے بہت نقصان کیا علاوہ چار درجن یا پچاس مویشیان کا نقصان کرنیکے پانچ سات انسانی جانیں بھی ہلاک کر ڈالی تھیں۔ اب خبر آئی ہے کہ ایک شیر کو وہاں کے ایک دیہاتی نے موقعہ پا کر مار ڈالا ہے۔ لیکن باوجودیکہ شکاری شیروں کے مارنے کے درپے ہیں مگر دو شیر تاحال زندہ ہیں۔ اور نقصان کرتے ہیں۔ گورنمنٹ نے اُن کے مارنے کا حکم بھی نافذ فرمایا ہے۔ شکاریوں کو اس کام کے لئے معقول صلہ دیا جاوے گا۔

تار کی بہار

ریوٹر لیسبن سے خبر دیتا ہے کہ چونکہ سب سے مزدور سٹرایک کرنے کے واسطے سجت کر رہے تھے پلٹنوں کے زور سے جلسہ بند کر دیا گیا ماہ رواں کی ۴ تاریخ کو ملک ترکستان میں بڑا زلزلہ بیچ شب کو واقعہ ہوا اس واسطے بہت سے لوگ عمارتوں کے نیچے دب گئے ہیں۔ ابھی تک ۴۰ لاشیں نکالی گئیں ہیں۔ پسپک کے صوبے میں بیشمار مویشی ہلاک ہوئے ہیں۔

ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے متعلق ۱۳ تاریخ فروری کو ایک کانفرنس فراہم ہوگی جس میں ہندوستان کے کل صوبوں ڈائریکٹر آف پبلک انسٹرکشن شامل ہونگے۔ خاص بات جو کہ اس کانفرنس کے سامنے پیش ہوگی وہ اخراجات سے تعلق رکھتی ہے۔ اور پرائمری تعلیم کو ترقی دینے کا سوال بھی پیش ہوگا۔ مسٹر گوکھلے اور چند دیگر اشخاص جو تعلیم کا شوق رکھتے ہیں۔ وہ سب اس کانفرنس میں مدعو ہونگے۔

کابل کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ امیر کابل ایک یتیم خانہ کھولنے والے ہیں۔ روپیہ جمع کرنیکا ایک طریقہ یہ ہے کہ امیر صاحب اپنی خود بنائی ہوئی تصویریں اس کام کے واسطے بیچ رہے ہیں۔

لنڈن کے فارین آفس میں ایک کانفرنس فراہم ہے جو کہ سلیپنگ سکنیس کے بارے میں مشورہ کر رہی ہے۔ یہ بیماری ملک افریقہ میں روز بروز بڑھ رہی ہے۔

جاپان کے بارہ مجرموں پر جو کہ شہنشاہ کو مارنا چاہتے تھے موت کی سزا کا حکم تھا شہنشاہ کی تبدیلی سزا مقرر کر دی گئی ہے کوٹو کو اور اُس کی بیوی اُن میں شامل ہیں جن کو پھانسی دیجاوے گی شکر ہے کہ شاہ جاپان بچگئے۔

ساورکر کے مقدمہ کی کارروائی ۱۳ فروری سے شروع ہوگی۔

جاپان میں بھی انارکزم پیدا ہوا ۱۲ انارکسٹوں کی سزائے موت عمر قید سے بدل گئی۔

مشنری اور کلیسیائی خبریں

ہم کو خبر ملی ہے کہ ہوشیارپور کا اے۔ پی مشن کے متعلق سونا میموریل چرچ جو ڈاکٹر ڈی۔ این۔ پی دتا صاحب کی طرف سے تعمیر کیا گیا ہے تیار ہو گیا تھا۔ اس ماہ کے شروع میں اُس کی افتتاحی رسم ادا کی گئی اور ڈاکٹر وایوینگ صاحب نے اس میں عبادت کروائی ہوشیارپور کے انگریز اور دیسی مسیحی صاحبان اس میں شریک ہوئے اور تمام علاقے کے مسیحی کار ندے بھی جمع ہوئے تھے۔ یہ گرجا ۴ فٹ لمبا اور ۲۰ فٹ چوڑا ہے اور بنچوں پر ۱۰۰ آدمی بیٹھ سکتے ہیں۔ گرجے کی تقدیس کرنے کے روز پاسبانوں کے گذارے کے متعلق ایک چندہ کھولا گیا۔ جس میں مسٹر گولک ناتھ صاحب نے ۵۰۰۰ روپیہ دیا اُمید ہے کہ پاسٹروں کی امداد کے لئے یہ فنڈ معقول مدد دیگا۔

حیدرآباد سکندرآباد (حیدرآباد) میں کرسمس کے دنوں میں پادری بی۔ پال صاحب آنریری ورکر نے عبادت کروائی یہ صاحب حیدرآباد کے ضلع میں خدمت کرتے ہیں۔ اس عبادت کے وقت بہت سے خادمان دین اور دیگر صاحبان ایم ای مشن کے متعلق موجود تھے۔ پادری صاحب کا کلام حسب موقعہ اور مفید تھا تمام دیسی خادمان دین کے شمار میں صرف یہی صاحب ایک ہیں جو بلا تنخواہ خداوند کی خدمت کرتے ہیں اور علاوہ ازیں ان کے مددگار، دو اور خادمان دین ہیں۔ جو ان کے خرچ سے اُن کے ساتھ خدمت کرتے ہیں اور یہ صاحب ایک ریڈنگ روم کا خرچ اٹھائے ہوئے ہیں۔ اگرچہ پادری صاحب موصوف ۶۰ برس کی عمر میں ہیں پر بڑے مضبوط اور محنتی ہیں اور جوانوں کی سی ہمت رکھتے ہیں ہمعصر کرسچن ہیرلڈ رقمطراز ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ دوسری مشنوں میں بھی ایسے ہی آدمی دیکھے جاویں تو کیسی خوشی کی بات ہے۔"

فہرست مضامین

اڈیٹوریل نوٹس

فضیلت المسیح

نمبر ۲

گذشتہ نمبر میں ہم نے دکھلایا تھا کہ خداوند یسوع مسیح نے کپات کا بڑا بھاری کام انجام دیکر اور اپنے آپ کو قربانی گذرانکر گنہگاروں کے لئے راہ نجات کھولدیا اور خدا کے عدل کے بھاری تقاضے کو پورا کرکے عدل کے بڑے دروازے میں رحم کی کھڑکی لگادی جس میں سے ہو کر گنہگار بہشت میں دخل پا سکتے ہیں جب یہ دو بڑے کام اس منجی جہان نے پورے کردیئے تو اس کے بعد وہ زمین کو چھوڑکر آسمان پر صعود فرما گیا جہاں وہ اب تک ہے اور اُس کے بعد بشارت کے عجیب سلسلہ سے جس کا حکم اُس نے اپنے پہلے حواریوں کو دیا تھا اپنی روحانی بادشاہت قائم کی اور اس طرح سے دنیا میں اس کی بادشاہت شروع ہوئی جس میں تھوڑے سے لوگ پہلے شامل ہوئے مگر رفتہ رفتہ بڑھتے گئے اور ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد ہوگئی اور اب بیشمار کروڑوں سے گنا جاتا ہے زمانہ سے وہ بادشاہت زیادہ زیادہ ترقی کرتی گئی اور موجودہ زمانہ میں وہ بادشاہت تمام دنیا میں پھیلی ہوئی نظر آتی ہے وہ بادشاہت اس پاک کلیسیا کے وسیلے سے جس کا انتظام اب تک چلا آیا ہے قائم ہے اور وہ اپنی کلیسیا کا شاہ اور سردار ہے اور وہ کلیسیا اُس کے حکم کے نیچے اس دنیا میں اُس کی بادشاہت کی ترقی کرتی رہتی ہے اور اُس کے خرکار مبشروں پاسبانوں اور اُستادوں کی حیثیت میں عہدیدار ہو کر اس بادشاہت کا انتظام چلاتے ہیں جس کا بادشاہ یسوع المسیح خود ہے وہ اس تمام سلسلے کا قائم کرنے اور چلانے والا ہے اور اُس کی نسبت اُس کا فرمان ہے کہ یہ اس کی بادشاہت دنیا کے ہر ایک حصہ میں ضرور پھیلیگی جو پورا ہو رہا ہے۔ تمام ملکوں میں اس کے پاک کلام کے ذریعہ سے جو اس کے لوگوں کے لئے اُس کی سلطنت روحانی کے قوانین کا مجموعہ ہے عملدرآمد ہوتی ہو وہ بادشاہ المسیح اپنی کلیسیا میں شاہ سلامت اور ابدیت کا شہزادہ مانا جاتا ہے۔ بلکہ اُس کی عظمت نفسانی نکتہ خیال سے نہیں بلکہ اُس کی الٰہی ذات کے رتبے اور درجے اور شان و شوکت سے روحانی طور پر مانی جاتی ہے اور اُس کی پرستش اور عبادت روح و راستی سے اُسکے تابعداروں سے شخصی طور پر اور مجلسی طور پر ادا ہوتی ہے جہاں وہ ہمیشہ اُن کے ساتھ حاضر ہوتا ہے۔

ہمعصر آریہ گزٹ مطبوعہ ۲۰ جنوری ۱۹۱۱ء میں اس کے لائق و فائق ایڈیٹر کی طرف سے بعنوان ”ہندو جاگتے ہیں یا مسلمان“ ایک آرٹیکل لکھا گیا ہے جو قابل غور ہے۔ لائق ایڈیٹر صاحب نے خاص خاص باتوں میں مثلاً تعلیم۔ اخبارات۔ رسالجات اور مذہبی پرچار میں دونوں قوموں کا مقابلہ کیا ہے اور اپنی تحریر میں ثابت کیا ہے کہ مسلمان ہندوؤں کی نسبت جاگتے ہیں اور متذکرہ بالا باتوں میں ہندوؤں کی نسبت گوئے سبقت لے گئے ہیں جو ہماری دانست میں بھی سچ ہے آجکل وہ ہی قوم جاگتی تصویر ہو سکتی ہے جو وقت کو دیکھکر ہر ایک امر میں زمانہ کی رفتار کے مطابق ترقی کرے اور مسلمان ہر صورت سے زمانہ کی رفتار کے مطابق عمل کر رہے ہیں یہاں تک کہ وہ تجارت کے کاموں میں اب مثل ہندوؤں کے سود لینا دینا بخوبی استعمال کرنے لگ گئے ہیں۔ حالانکہ اُن کی مذہبی کتاب اس عمل کے بالکل برخلاف ہے۔

ہمعصر آریہ پتر کہ انگریزی جو پرتی ندہبی سبھا پنجاب کا ہفتہ وار آرگن ہے مطبوعہ ۲۰ جنوری ۱۹۱۱ء میں برہمو سماج اور آریہ سماج کا مقابلہ کرتے ہوئے ایک دلچسپ ہیڈنگ سے آرٹیکل شایع کرتا ہے جس میں سے کئی باتیں ناظرین کی دلچسپی کے لئے ہم ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ تمہیدی بیان میں اڈیٹر صاحب بیان فرماتے ہیں کہ ہر دو سماجوں کا ایک ہی مقصد ہے۔ اگرچہ ان کے ماخذ الگ الگ ہیں لیکن ہمارے خیال میں یہ بات بالکل ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ آریہ سماج کا اعتقاد صرف وید پر ہے۔ جبکہ برہمو سماج والے عنقریب سب کو یعنے وید بائبل۔ قرآن اور پران سب کو اچھا سمجھتے ہیں تو کیونکر یہ دونوں متفق ہو سکتے ہیں۔ اس خیال سے تو آریہ سماج اور دیگر تمام مذاہب بھی ایک مقصد رکھنے والے کہے جا سکتے ہیں۔ ہاں اس بات میں اگر ایک طرف برہمو سماج کے بانی مبانی راجہ رام موہن رائے تھے اور آریہ سماج کے پیشوا سوامی دیانند تھے تو درست معلوم ہوتا ہے پر اعتقاد

اور اصولوں کے لحاظ سے ان ہر دو مذاہب میں آسمان اور زمین کا فرق ہے اور اس کا اظہار خود ایڈیٹر صاحب بھی اسی آرٹیکل میں کرتے ہیں جبکہ وہ تحریر فرماتے ہیں کہ آریہ سماج کا ماخذ سنسکرت زبان اور وید ہے پر برہمو سماج کا ماخذ فارسی اور انگریزی کتابیں اور بائبل ہے پر تعجب ہو کہ کس طرح سے دونوں ایک ہو سکتے ہیں؟ اور اُن کی غرض اور مقصد ایک کیونکر ہیں؟ اور کس طرح دونوں ملکر کام کر سکتے ہیں جبکہ ہر دو کے اعتقادات میں اتنا اختلاف ہے؟۔

یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ اب بہت سے برہمو خیال کرنے لگے ہیں کہ بائبل سے نصیحتیں لینے کے بجائے وید کی اُپنشدوں سے نصیحتیں لینی چاہئیں تو کیا ہوا اس سے آریہ سماجیوں کے عقیدے پر آجاوینگے ہرگز نہیں ان کا اعتقاد آریہ سماجیوں کی طرح وید پر نہیں ہے جس طرح سے وہ اب بائبل سے نصیحتیں لیتے ہیں پر وہ ہرگز عیسائی نہیں ہیں۔ ہمارے بھائی برہمو سماج تو خوشہ چین ہیں۔ جنکو جہاں سے کوئی اچھا خوشہ ملا تو وہیں سے لے لیا اُن کو کسی کی مہر تبر سے غرض نہیں ہے پر آریہ سماج کا یہ خیال کہ وہ اُپنشد سے نصیحتیں لیکر آریہ سماج کے زیادہ نزدیک ہو جاوینگے درست نہیں ٹھہرتا وہ تو بہرحالت میں خوشہ چین ہی رہیں گے۔ کیونکہ اُن کا اصول ہی اس قسم کا ہے۔

اسی آرٹیکل میں ایڈیٹر صاحب بابو بپن چندر پال کے لیکچر میں سے پانچ باتوں کا ذکر کر کے جو برہمو سماج کے اصول ہیں اُن کو آریہ سماج سے مقابلہ کر کے دکھلایا ہے کہ دونوں ان باتوں میں ملتے ہیں وہ باتیں ذیل ہیں (۱) روحانیت (۲) اخلاق (۳) آزادگی۔ (۴) انسانوں میں درجہ مساوات جس کا مطلب یہ ہو کہ خدا باپ ہے اور سب انسان بھائی ہیں (۵) قومیت Sociability بابو صاحب نے ان باتوں کو صرف برہمو سماج سے مخصوص کیا تھا۔ مگر ایڈیٹر صاحب نے کوشش کی ہے کہ دکھلادیں کہ یہ باتیں آریہ سماج کی بھی ہیں اور جن پر بابو صاحب مذکور نے کچھ اعتراض کئے تھے۔ ایڈیٹر صاحب نے اُن کو جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ پر ہماری سمجھ میں جو جواب دیئے گئے ہیں وہ کافی نہیں ہیں مثلاً ذات پات کی نسبت برہمو کا اعتراض آریہ سماج پر بجا ہے اگرچہ وہ ذات کو درن کہہ کر اس کا پردہ اٹھانا چاہیں مگر تاہم اس کی زنجیروں سے وہ آزاد نہیں ہیں اور اخلاقی اصول کی بحث میں ہی آریہ سماج برہمو کے خیالات کے ہم پلہ نہیں ہو سکتے

بابو صاحب نے ہون یا ہوم کے سوال پر بھی خوب اعتراض کیا ہے جو بالکل درست معلوم ہوتا ہے کہ جس حال میں کہ سماج دیوتوں ہی کی قائل نہیں ہے تو اُن کے منہ کے لئے ہون کی کیا ضرورت ہے۔ اس کا جو جواب ایڈیٹر صاحب نے دیا ہے۔ وہ درحقیقت تسلی بخش جواب نہیں ہے۔ غرض ہمارے خیال میں دونوں سماجیں ایک دوسرے سے اعتقاد کی رو سے بےحد اختلاف رکھتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ پر ہم کو افسوس ہے کہ ہمارے ہمعصر کس طرح سے ایسی مخالفت کے ہوتے ہوئے دونوں کی نسبت ایک تائی اور موافقت کا خیال پیش کر سکتے ہیں۔

ہمعصر آریہ گزٹ مطبوعہ ۲ فروری سنہ ۱۹۱۱ء میں امریکہ میں عیسائی کے عنوان سے ایک نوٹ درج کرتا ہے کہ جنوبی افریقہ میں زولو قوم ایک وحشی قوم ہے۔ ان کے سدھارنے کے لئے عیسائی لگاتار کوششیں کر رہے ہیں یہ دیکھا جاتا ہے کہ اُن کی کوششوں کا ثمر میٹھا اور لذیذ ہے۔ چنانچہ کرسچین ہیرلڈ زولو عیسائی صنعتی اور حرفتی سکول کے متعلق ذکر کرتا ہوا لکھتا ہے کہ اسکول قائم ہوئے ۱۰ سال گزر چکے ہیں اور اس اسکول کو چلانے کے لئے ایک خاص امریکن کمیٹی جنوبی افریقہ میں قائم ہے۔ اس اسکول کا ایک تعلیم یافتہ نوجوان زولو عیسائی اب اسکول کا انچارج ہے اور وہ اب پادری ہے اس نے علیحدہ ایک اور اسکول بھی کھول رکھا ہے اور اس وقت اس کے پاس صرف چند ایک طالب علم تھے اور اب ان طالب علموں کی تعداد ۲۰۰ سے زیادہ ہوگی۔ نٹال گورنمنٹ ایک معقول امداد زولو عیسائی اسکول کو دیتی ہے۔ مذکورہ نوجوان زولو پادری کا نام دیوب ہے اور اب پادری دیوب یہ کوشش کر رہا ہے کہ موجودہ اسکول کیساتھ ایک بڑا بھاری کارخانہ کھولا جاوے تاکہ فنڈ کی مشکلات حل کی جاویں۔ پادری دیوب نے اپنے حسن اخلاق اور پرچار سے تقریباً اپنے تمام سمبندھیوں کو عیسائی بنا لیا ہے اور زولو قوم میں عیسائیت کا خاصہ پرچار ہو گیا ہے۔ پادری دیوب نے اسکول کیساتھ ایک ٹریننگ اسکول بھی کھول رکھا ہے۔ جس میں ایسے استری اور مرد تیار کئے جا رہے ہیں جو محض پرچار کا کام کرینگے یہ کامیابی واقعی قابل تعریف ہے۔ افریقہ جیسے ملک میں پرچار کرنا اور پھر انہی لوگوں سے پرچار کروانا سراہنیہ ہے ہندوستان میں کس قدر ایسی قومیں ہیں جو دھرم اور ودیا کے نام سے بےبہرہ ہیں۔ کیا ہندو قوم کے پاس ایسے بچے نہیں جو ایسی قوموں میں جاکر کام کر سکیں"۔

پادری دیوب صاحب کے کام کا ایسا حال سنکر ہم کو بڑی خوشی حاصل ہوتی ہے اور ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا اُن کے کام پر اور زیادہ برکت بخشے تاکہ وہ اپنی قوم میں اس سے بھی بڑھکر خدمت کرتے رہیں اور یہ محنت اور کوشش اس ملک کے مسیحیوں کے لئے بھی ایک نمونہ ہوتا ہے کہ اس ملک کے لوگ بھی ایسی ہی محنت اور کوشش کریں

لاہور میں بھی گئوشالہ قائم کرینگے۔ متصل اچھرہ بادشاہی علوہ چراگاہ حاصل کیا جاویگا۔

---

*فٹ نوٹ:- ہون کی نسبت بابو صاحب نے لکھا تھا کہ جب سماج دیوتوں کو نہیں مانتی تو کیوں منتروں کے ساتھ ہون کرتی ہے۔ وہ کیوں اس صفائی کے کام کو میونسپل کمیٹی کے سپرد نہیں کر دیتی اس پر ایڈیٹر صاحب نے جواب دیا کہ صفائی کا کام سب لوگ چھوڑ کر کیوں میونسپل کمیٹی کے سپرد نہیں کر دیتے اور خود کیوں کرتے ہیں پر یہ کچھ جواب نہیں ہے۔





خوشی کی بات ہو کہ اینگلو انڈین ٹمپرنس ایسوسی ایشن اپنا کام برابر کر رہی ہے۔ اُس کے سہ ماہی رسالہ آبکاری کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مجلس برابر اپنے ٹمپرنس کے فروری کام کے متعلق ترمیم کی سعی و کوشش کر رہے ہیں لیکن یہ بات معلوم کر کے کہ اس ملک میں شراب اور دوسرے نشوں کی افزائش ہوتی جاتی ہے دل نہایت پریشان ہو جاتا ہے۔ ایک پادری صاحب نے شراب کے ریونیو کے آمدنی کے نقشے کے وسیلے سے ظاہر کیا ہے کہ یہ بلا پلیگ کی آفت کی طرح بڑھتی جاتی ہے۔ اور قریب ہر سال ریونیو کے زیادہ ہونے سے پتہ لگتا ہے کہ یہ بُرائی ترقی پر ہے جس کے معلوم کرنے سے کون ہندوستان کا خیر خواہ آنسو نہ بہائیگا۔ اس رسالہ میں ایک عجیب کارٹون کا ذکر ہے جو بمبئی میں شایع ہوا ہے جس میں مرہٹی اور انگریزی زبانوں میں شراب کی پھیلنے والی بُرائی کو بخوبی دکھلایا گیا ہے۔ شہنشاہ جارج پنجم سے اس بُرائی کے دفعیہ کے لئے استدعا کی گئی ہے۔ اور ہندوستان کی حالت نا گفتہ بہ دکھلائی گئی ہو۔ افسوس ہے کہ ملک چین سے تو یادوکش عادت افیون کی مٹائی جانیکی لگاتار کوشش ہو اور وہ ملک جو دیر سے برباد ہو رہا تھا بچایا جاوے اور سرکار انگلشیہ اس میں بڑا حصہ لے مگر ہندوستان شراب کی بلا میں ہر سال زیادہ زیادہ پھنستا چلا جاوے۔ اگر ایسا ہی حال رہا تو خطرہ ہے کہ اس ملک کی حالت جو پہلے ہی افلاس سے گری ہوئی ہو زیادہ بربادی کا سامان مہیا کر کے بالکل بربادی کے درجے تک ترقی کر جائے گی۔ جس کا درست کرنا بہت مشکل ہوگا اس لئے نہایت ضروری ہے کہ تمام ہوشمند متفق الرائے ہو کر اس بدی کے اس ملک سے دور کرنے کے درپے ہوں جو مضبوط ہاتھوں سے ہوگی۔ ورنہ ملک کی بربادی دور نہیں ہے۔

بھکر کے کلور کوٹ میں ڈاکہ پڑا۔ ہندو باشندوں کا ۵۰ ہزار روپیہ لوٹ کر لیگئے غضب ہے۔

دینی سوال و جواب

اڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کو جواب

قولہ۔ یا یوں کہئے کہ مسلمان اس ایمان کو جو خوف کا نتیجہ ہو بے ایمانی سے بدتر سمجھتے تھے۔

اقول۔ جناب کیوں اسباب کو طول دیئے جاتے ہو آنحضرت نے تو اچھا فیصلہ اور پر کر دیا ہے کہ اسامہ کو کیا علم تھا کہ نہیک نے سچا کلمہ پڑھا ہے یا جھوٹا کلمہ پڑھنے کے بعد اُس کا مارنا آنحضرت کے لئے افسوس کرنے کا سبب تھا۔ کہ کلمہ گو کیوں مارا گیا۔ واقعات کیا بتلا رہے ہیں اور آپ کیا غلط نتیجہ نکال رہے ہو۔ اگر مسلمان اس کو بدتر سمجھیں تو سمجھیں پر آنحضرت اس کا اچھا جواب دیتے ہیں جس کا ماننا آپ کے لئے اور دیگر مسلمانوں کے لئے ضروری ہے اور اگر آپ نہ مانیں تو یہ آپ کی مرضی ہے۔

قولہ۔ پھر ایسے لوگوں کی نسبت یہ گمان کرنا کہ اُنکی لڑائیاں اسلام کو جبراً پھیلانے کے لئے تھیں محض تعصب اور بیجا عناد نہیں تو اور کیا ہے؟

اقول۔ ہم عرض کرتے ہیں کہ اگر انصاف کی نظر سے اوپر کی باتیں سوچی جاویں کہ اُن کا اصلی مطلب کیا ہے تو ہمارا کہنا کہ اسلام میں جبر و ظلم روا رکھا گیا بالکل ٹھیک نکلتا ہے۔ پر یہ آپ کیوں ماننے لگے۔ اس پر ہمارا تعصب اور عناد بتانا بالکل اُلٹا بہتان لگانا ہے۔ جبکہ معاملہ صاف بیان کرتا ہے کلمہ پڑھنے کے بعد قتل پر آنحضرت نے افسوس کیا پر تعجب کہ آپ اور دیگر مسلمانوں کو افسوس نہیں آیا۔ اور نہ اب تک افسوس پیدا ہوتا ہے۔ حالانکہ آنحضرت کا افسوس کرنا اس قتل کے بیجا ہونیکی دلیل ہے پر آپ اس کو مسلمانوں کی خوبی بیان کرتے ہو!

قولہ۔ مذکورہ بالا واقعہ ۸ ہجری یعنی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے صرف تین سال قبل کا ہے اور اُس کے مطالعہ کے بعد اس امر سے انکار نہیں ہو سکتا کہ اس وقت تک برابر مسلمان ایسے ایمان کو جو خوف کا نتیجہ ہو نفرت کی نظر سے دیکھتے تھے اور اُن کا اطمینان صرف ایسے لوگوں پر ہوتا تھا جو بخوشی و رغبت اور صدق دل سے اسلام لاتے تھے۔

اقول۔ صدق دل ہونا دریافت کرنا تو مشکل ہے اسی پر تو محمد صاحب نے فرمایا تھا کہ کیا تم نے اُس کا سینہ کھولکر دیکھ لیا تھا کہ اُس کا ایمان کذب تھا یا صدق پر اس کے برخلاف اڈیٹر صاحب اسکو کہاں کا کہاں لے جاتے ہیں حالانکہ اُس کی تردید حضرت نے صاف طور سے کر دی تھی۔

قولہ۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ کو اس وجہ سے ملامت کی تھی کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہ تھی کہ جس سے نہیک کا دل سے مسلمان ہونا ثابت ہوتا۔

اقول۔ یہ تو بات صاف ہے کہ ناحق اس کو قتل کیا گیا۔ جس حال میں کہ اس نے کلمہ پڑھا تھا اور اسامہ کو کس طرح معلوم ہوا کہ اُس کے دل میں صداقت نہ تھی کہ حضرت تو اُس کے قتل کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ پر یہاں ایک دلیل نکالی جاتی ہے جس کو فخریہ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ فعل درست کیا گیا ہو۔

قولہ۔ جب ایک مشکوک امر تھا اور علاوہ ازیں بعض ایسے اشخاص بھی تھے جو دل سے اسلام کی حفاظت کے قایل تھے۔ بلکہ ظاہر میں چھپے ہوئے تھے اور یہ ممکن تھا کہ نہیک بھی ایسے ہی لوگوں میں سے ہو اور اسامہ نے جلدبازی سے ایک مسلمان کو قتل کیا ہو؟

اقول۔ پھر اس کا ماننا درست ہوا کہ غلط؟ اور جو کوئی اُس سے کوئی دلیل نکالے تو وہ درست ہے یا غلط؟

باقی آئندہ

دربار دہلی کا اڈریس کارونیشن ایک قیمتی کشتی میں پیش کرینگے بصرف ۵۰ ہزار تیار کیجاویگی۔

اقتباس

گناہ اور اس کا علاج

ویسٹ انڈیز میں ایک درخت پایا جاتا ہے جس کو مین چنیل کہتے ہیں جس کی شکل وصورت نہایت عمدہ ہے اور اُس کی لکڑی بھی بہت اچھی معلوم ہوتی ہے اور اُس میں سیب کی شکل کا پھل لگتا ہے جو دیکھنے میں بڑا خوب صورت نظر آتا ہے اور خوشبودار بھی ہے لیکن اس کو کھاتے ہی انسان مرجاتا ہے اور اُس کا رس ایسا زہریلا ہوتا ہے کہ انسان کے بدن پر جہاں لگ جاوے فوراً آبلے اور پھپھولے پیدا کر دیتا ہے۔ انڈین جب دشمنوں کیساتھ لڑتے ہیں تو اپنے تیروں کو اس کے رس میں بھگو لیتے ہیں تاکہ اس سے زخم کھا کر وہ مرجاویں۔ لیکن قدرت کا عجوبہ دیکھئے کہ یہ درخت جہاں ہوتا ہے تو اُس کے قریب ہی ضرور ایک دوسرا درخت ہوتا ہے جس کو وائٹ ووڈ یا فگ ٹری کہتے ہیں جو اس کے پاس ہی لگتا ہے۔ جیسے رس کو اگر وقت پر اس پر لگایا جاوے تو فوراً شفا بخشتا ہے۔ ٹھیک اسی طرح پر گناہ مثل اس زہریلے درخت کے ہے جو دیکھنے میں تو خوشنما ہے مگر کھانے میں مہلک ہے جس کا نتیجہ موت ہے۔ پر خالق نے اُس کا علاج بھی کا بیش قیمت مہیا کر دیا ہے جو گناہ کا اکسیر علاج ہے۔ جو گنہگار گناہ سے مجروح ہوا ہو اس پر ایمان لاوے وہ فوراً شفا حاصل کرے اور گناہ کا اثر اس پر سے جاتا رہے اور یہ علاج خدا کی طرف سے نکالا گیا ہے۔

بائیبل گریزی

مدراس میں تحریک اٹھی کہ حضور شاہ قیصر دہلی کے آنے پر مدراس میں بھی مدعو کئے جائیں مرضی دیکھئے۔

مراسلات

ارکان ستہ

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ۔

جو لوگ کافر ہوگئے اور کفر میں مرگئے پس اُن میں سے کسی سے ہرگز زمین کے برابر سونا قبول نہ کیا جائیگا اگرچہ وہ اس کے ساتھ فدیہ دیویں ان لوگوں کے واسطے درد دینے والا عذاب ہے اور اُن کے واسطے کوئی مددگار نہیں ہے عمران ۹ رکوع

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کے عمل ناپید ہوگئے بیچ دنیا اور آخرت کے اور اُن کے واسطے کوئی مددگار نہیں۔ عمران ۳ رکوع۔

حاضرین نے آیات قرآن سنیں اور دیکھا کہ ان آیات میں یسوع مسیح ابن مریم کے وقت سے قیامت ایمان کی بنیاد بنا کر پیش کیا گیا ہے اور اس کے معتقد قیامت تک تمام کفار پر غالب اور فاتح بنائے گئے اور منکران عیسیٰ کو تا قیامت دردناک عذابوں کی میراث دیں اور تا قیامت سوا ابن مریم کے ہر ایک مددگار کی راہ اور آمد مسدود فرما دیں۔

اس کے علاوہ عیسیٰ مسیح کی دوسری آمد کی حقیقت بیان کرتے ہوئے مصنف قرآن نے ابن مریم اور اس کے دین اسلام کی فتح کا تمام دنیا پر نقارہ بجا دیا اور اس کے مخالفوں کو ظالم اور مشرک ٹھہرا کر اُس کے جلال کو فتح میں مغلوب کر دکھایا اور اُس کے دین اسلام کو تا قیامت حق کا خطاب دیا ہیں قرآن عربی کے محکمات میں عیسیٰ ابن مریم اکیلا ہی بنی آدم کی نجات کا باعث ٹھہرا دیا گیا ہے اور اُس کی انجیل اور اس کا دین اسلام ہی گنہگار بنی آدم کی سرفرازی کا باعث مان لیا گیا ہے اور بلاشک قرآن عربی کی یہ تعلیم تمام قرآن میں اپنا ثانی نہیں رکھتی ہے۔

اس کے سوا حضرت نوح اور خداوند یسوع مسیح میں مصنف قرآن نے باہم مشابہت دیکر اس نتیجے کو قائم کیا ہے جس کا ذکر میں ابھی کر چکا ہوں حضرت نوح کو آیۃ للعالمین۔ اس لئے کہا گیا ہے کہ آپ کی معرفت زمین کی کفار آبادی طوفان نوح سے ہلاک کی گئی۔ مگر چند ایک آدمی آپ کے ساتھ بچ گئے۔ جو بعد کی بشری آبادی کے باپ تھے اور اس کے مقابل ابن مریم کو رحمت خدا بنا کر آیۃ للعالمین قرار دیا ہے جس سے تمام گناہ گار ابن مریم کی بدولت نجات کے اُمیدوار بنائے گئے ہیں تاکہ گناہ کی سزا کی ہلاکت سے بچ جاویں۔

اس کے سوا قرآن عربی میں یوں بھی آیا ہے۔

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا۔ دیکھے

اور کوئی بھی اہل الکتاب میں سے مگر کہ وہ اپنی موت سے پہلے اس پر (مسیح پر) ایمان لے آئیگا اور وہ قیامت کے دن اُن پر گواہ ہوگا آیت ۱۵۱

اس آیت کی روشنی میں تمام اہل الکتاب نجات یافتہ گروہ ظاہر کئے گئے ہیں

اور اہل الکتاب کا شاہد بروز محشر ابن مریم تسلیم کر لیا گیا ہے پس تمام قرآن میں یہ آیت تمام بنی آدم کی نجات دہندہ ظاہر و بیان کر دیا گیا ہے اور آپ کے بالمقابل کوئی نہیں ہے۔

حاضرین مقام حیرت ہو کہ ابن مریم اور بنی اسرائیل کا باہمی جھگڑا جو انجیل میں ہوا تھا قریب ساڑھے پانچسو برس بعد قرآن عربی میں اُن الفاظ سے فیصلہ کیا گیا جو سورہ عمران کے چھٹے رکوع کے اوپر نقل ہو چکے ہیں اور اس میں کوئی کلام نہیں کہ اس عبارت کے حضرت کی اور آپ اُمت کے لئے ضرور کچھ معانی تھے۔

باقی آئندہ۔



زندگی کی کنجی

اب کاروبار زندگی کی کامیابی کتابی علم پر بہت کچھ منحصر نہیں ہو بلکہ جسمانی قوت اور اپنی ذات پر بھروسہ رکھنے اور عام معاملات کے سمجھنے کی لیاقت کے باعث سے زندگی میں بہت کچھ کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ لیکن یہ وہ صفات ہیں جن کو ہندوستان میں تعلیم کے ذریعہ سے مطلق ترغیب نہیں ہوتی۔

انگریز بلحاظ علمیت کے کوئی بڑا درجہ نہیں رکھتے ہیں۔ لیکن بلاشبہ اُن میں وہ صفتیں موجود ہیں جنکے ذریعہ سے کاروبار زندگی میں کامیابی حاصل ہوتی ہو۔ چنانچہ یہ صفتیں سلطنت انگریزی کے قائم کرنے میں بڑی نمود کے ساتھ ظاہر ہوئی ہیں۔ اور یہی صفتیں اب بھی دنیا کے ہر ایک حصہ میں جہاں کہ انگریز اپنے واسطے دولت جمع کر رہے ہیں ظاہر ہوتی ہیں۔ ایک لڑکا تو امریکہ یا آسٹریلیا میں کاشتکار یا کان کن ہونے کے واسطے مدرسہ کو چھوڑتا ہے دوسرا ہندوستان یا افریقہ کو شتری بنکر جاتا ہے اور ایک صوبہ پر حکمرانی کرتا ہے اور تیسرا ایک بڑے کارخانہ یا کوٹھی کا اہتمام لیتا ہے۔ بلاشبہ ان پیشیوں کی ٹیکنیکل تعلیم وہ شے نہیں جس کے ذریعہ سے انگریز اپنے ہم جنسوں سے سبقت لے جاتے ہیں۔ کوئی لڑکا انگریزی مدرسہ میں کاشتکاری یا کان کنی یا تاجر کا پیشہ نہیں سیکھتا ہے اور ایک صوبہ کے گورنر ہونے کا تو کیا ذکر ہے۔ انگلستان کے پبلک سکول اور یونیورسٹی کے انتظام کے باعث سے ایک لڑکے کے اس مادہ کو کہ اپنی ذات پر بھروسہ رکھنا چاہئے بہت کچھ ترغیب ہوتی اور اُس کی عام سمجھ بہت زیادہ ہوتی ہے میں یقین کرتا ہوں کہ کسی کالج یا سکول کے ڈاکٹر علانیہ اپنے طالب علموں کے درمیان اس پبلک اوپنین پر اثر ڈال سکتے ہیں لیکن وہ ہمیشہ ضرور ترغیب اور تمثیل کا اثر ہوگا نہ کہ علانیہ حکومت کا اور اسی بات کے لحاظ سے پروفیسروں یا ماسٹروں کے ایک عمدہ اسٹاف کا رکھنا نہایت ضروری ہو کیونکہ ایک بورڈنگ ہوس میں یا دوسرے مقامات پر پبلک اوپنین کی بہتالی کے لئے ایک قسم کی اعلیٰ درجہ کی ضرورت ہو۔ راقم منشی جھنگو امداس گشتہ

سیلف رسپکٹ

ہر انسان خواہ وہ اعلیٰ ہو یا ادنیٰ کسی لیاقت اور قابلیت کا ہو کسی درجے اور رتبے کا ہو یہ جاننا ضرور ہے کہ آدم زاد کی فطرت میں ایک خداداد عظمت و شرافت ہے جس سے وہ فرشتوں سے کچھ کم اور باقی تمام مخلوقات میں اشرف سمجھا جاتا ہے۔ اس شرافت ہی کا پاس ولحاظ ادب کر کے اپنی عزت آپ کرنی چاہئے اس سے اپنے تئیں ذلیل وخوار بے مقدار سمجھنا گویا اس شرافت خداداد کا کھونا اور اپنے نفس سے ہاتھ اُٹھانا ہے اور قدرت نے جو ذہانت و لیاقت دی ہی۔ اُس کا معطل کرنا ہے اور دونوں کی بہبودی سے محروم ہونا ہے اپنے آپ عزت کرنے سے ہی عزم شاہانہ ہم میں پیدا ہوتے ہیں۔ فراخ حوصلگی اور عالی ہمتی اسی کے نتیجے ہوتے ہیں مگر اس کے ساتھ یہ بھی لازم ہے کہ اپنی صفات ذاتی کی قدر و قیمت کا تخمینہ اصل مقدار سے بڑھکر نہ کرے اور خوب جان لے کہ خواہ وہ کیسا ہی اپنے تئیں کمال کے درجے پر پہونچا ہوئے مگر اُس کی ذات میں عجز و قصور و نقص باقی رہیگا ہم کو چاہئے کہ اپنی صفات کا تخمینہ ٹھیک ٹھیک کریں کیونکہ اپنی ذاتی لیاقتوں کا درست تخمینہ کرنا انسان پر دشوار اور مشکل ہو کہ وہ اپنے تئیں اس طرح دیکھے جس طرح اور اُس کو دیکھتے ہیں۔ مہابھارت میں لکھا ہو کہ آدمی کو ہرگز اپنے تئیں ذلیل نہیں سمجھنا چاہئے۔ جو شخص اپنے تئیں ذلیل جانتا ہے وہ کبھی بلند درجہ پر نہیں پہونچ سکتا۔ لیکن خاکساری اور شے ہے۔ فقط

جھنگو امداس گشتہ جلالپوری۔ فیض آباد۔

جھوٹی اور دکھاوے کی محبت

آجکل بہت سے لوگ ظاہرداری اور طمع سازی کی محبت کو دکھاتے ہیں۔ اصلی اور سچی محبت کرنیکے لئے بار بار کلام الٰہی میں ذکر آتا ہے نہیں کرتے۔ اس خرابی سے ظاہری خوشامد اور بناوٹ کے میل جول پر شانزور پڑا ہوا ہے بہت ہی کم لوگ ایسے نظر آتے ہیں جو صداقت کی محبت کو کام میں لاتے ہیں۔ حالانکہ بنی نوع سے محبت کرنا اسی سبب سے کلام الٰہی کو پھیلانا اچھی طرح سے ممکن ہو سکتا ہے۔ کئی ایک لوگ فراغت اور آسائیوں کے اندر دوست نظر آوینگے۔ مگر دکھ اور بیماری اور مصائب پر وہ کچھ ہمدردی ظاہر نہیں کرسکتے خود غرضی اور خود مطلبی کو یہاں تک پھیلایا ہوا ہے کہ صرف چاپلوسی سے جھوٹی محبت کا اظہار تو کرینگے مگر راستبازی اور سچ کی طرف کم رجوع لاوینگے۔ اسی سبب سے خدا کا کلام پھیلنے سے رہ جاتا ہے حالانکہ حکم ہے کہ "اپنے دشمنوں سے بھی پیار کرو" تاکہ وہ تمہاری طرف مائل ہو کر صداقت کے پیرو ہو جاویں اور تم سے پیار کرتے کرتے تمہاری ایسی باتوں پر جو احکام شریعت کے پھیلانے میں رہنمائی کرتے رہتے ہیں راغب ہوں۔ اس واسطے ہم لوگوں کو مناسب ہو کہ ظاہرداری اور دکھاوے کی محبت سے اجتناب پکڑ کر سچی اور اصلی محبت کے دامن کو پکڑ کر حقیقی نور کو پھیلانے اور صداقت کا ذریعہ بنانے کے لئے اپنے سارے دل و ایمان سے اُس مخلوق پر جو گمراہ ہے اور گنہ گاری میں غلطاں ہو کوشش کریں۔ تاکہ ہماری صداقت کے نمونے سے غیر بھی اپنے تئیں جاننے کی سعی کریں۔ اگر ہم اوپر سے مصنوعی محبت کو کام میں لاویں اور گمراہوں کو چاہ ضلالت اور عصیان سے نکالنے کی کوئی تدبیر نہ کریں تو ہمارا جینا عبث ہے۔ نئی زندگی کے لئے خود ہم کو نیا نمونہ صداقت کا دکھلانا چاہئے۔ جس سے گناہگار لوگ بھی گناہ سے بچ کر ہماری طرف توجہ کریں اور اصلی روشنی کو قبول کریں۔ اور جھوٹی جھوٹی محبتوں سے گریز کریں جو فی زمانہ بکثرت پیدا ہو رہی ہیں۔ راقم حکیم میر کریم الدین برق

روحانی طبیب کے کام

دنیا میں جسمانی حکیم اور ڈاکٹر تو بہت مل سکیں گے۔ مگر روحانی طبیب بہت کم پائے جاتے ہیں۔ کیونکہ روح کی حالت کو درست کرنے کے لئے خود روحانی طبیب کا پاکیزہ نمونہ اور اثر بہت

کام کر سکتا ہے۔ اور یہ باتیں فی زمانہ مفقا سنت میں جو لوگ دوسروں کو گناہ سے بچانے کا نمونہ دکھاتے ہیں وہ خود نیک چال پیدا نہیں کر سکتے اس واسطے اُن کے طرز عمل سے کم لوگ فیضیاب ہو سکتے ہیں۔

روحانی طبیب کے یہ کام ہیں (۱) گمراہوں کو سیدہا اور صاف رستہ دکھانا (۲) اس کے لئے سارے تن من دھن سے کوشش کرنا کہ گناہ و عصیان دنیا سے نابود ہو جاویں (۳) وعظ اور نیک تعلیم اور عمدہ چلن سے روحانی صداقتوں کو ظاہر کرنا (۴) بُرائی اور گناہ کی زندگی کو چھوڑ کر نئی اور آئیندہ قائم رہنے والی زندگی کو بنانا (۵) دعاؤں کی تاثیر سے خدا کی قرابت حاصل کرنا اور سچے نجات دہندہ کی طلب رکھنا۔

(راقم ایک نامہ نگار)

حیات مسیح

مرزا صاحب ازالہ اوہام میں آیت متوفیک کے معنے کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کوئی اہل الکتاب نہیں جو مسیح کی صلیبی موت کی نسبت شک اور ظن میں نہ ہو۔ الغرض جماعت احمدی مرزا صاحب کے معنوں کو مردود و باطل ٹھہرا کر اس آیت کے یہ معنے کرتی ہے کہ کوئی اہل الکتاب نہیں جو اپنی موت کے پہلے مسیح کے مصلوب و مقتول ہونے پر ایمان رکھتا ہو اور مرزائی صاحبان کو یہ امر بھی مسلم ہے کہ مسیح علیہ السلام صلیب کی موت سے نہیں مرے۔ ان کے ان مسلمات مذکورہ کے رو سے بلا شبہ بجسد عنصری آپ کا رفع ثابت ہوتا ہے۔ اس طرح کہ اگر مسیح علیہ السلام صلیب سے بچ کر اپنی طبعی موت سے مرے ہوتے تو جن لوگوں نے اُن کی تجہیز و تکفین کی اور انہیں دفن کیا اور اُن پر جنازہ پڑھا۔ وہ اُن کی صلیبی موت کی نسبت شک اور ظن میں کیونکر رہے۔ کیا وہ اہل الکتاب نہ تھے۔ دوسرے مسیح علیہ السلام بنی اسرائیل کے رسول تھے۔ صلیب سے بچ کر اگر دنیا میں رہتے تو تبلیغ رسالت کے لئے بنی اسرائیل ہی میں جا رہتے جو بنی اسرائیل میں وہ جا کر رہے وہ اسرائیلی (اہل الکتاب) اُن کی صلیبی موت کی نسبت کیونکر شک اور ظن میں رہے اور اُن کے مصلوب و مقتول ہونے پر اُن کا ایمان کیونکر صحیح ہوا تیسرے اگر صلیب سے بچ کر وہ دنیا میں رہتے تو اپنی والدہ (اہل الکتاب) کو ضرور ملتے۔ کیونکہ والدہ کو صدمہ ہجر و فراق میں چھوڑنا بّراً بوالدتی کے مضمون کا منافی تھا اور اگر وہ والدہ کو ملتے تو وہ اُن کی صلیبی موت کی نسبت کیونکر شک اور ظن میں رہتی۔ پانچویں آیت وکنت علیہم شہیداً ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم سے ثابت ہوتا ہے کہ توفی تک مسیح علیہ السلام اہل الکتاب (نصاریٰ) میں تھے اگر توفی کے معنے موت کے لئے جائیں تو پھر وہ اہل الکتاب جن میں اُن کی موت ہوئی اُنکی صلیبی موت کی نسبت کیونکر شک میں رہے۔ بیان مذکورہ سے ثابت ہوا کہ مسیح علیہ السلام صلیب کی موت سے بچ کر دنیا میں نہیں رہے بلکہ زندہ بجسد عنصری عالم فوقانی کی طرف اُٹھائے گئے۔ کیونکہ اگر دنیا میں رہتے تو مذکورہ بالا وجوہات سے اہل الکتاب کا شک زائل ہو جاتا اور ان کا مسیح کے مقتول و مصلوب ہونے پر ایمان نہ رہتا اور مرزا صاحب اور جماعت احمدی کے آیت لیؤمنن کے معنے باطل ہو جاتے۔ غور کرو مرزا صاحب تو حیات مسیح کے لئے آیت لیؤمنن کو محکم ثبوت کر گئے ہیں اور مصلوب ہو کر مسیح کے بجسد عنصری مرفوع ہونے کا ثبوت دینے سے اپنے تئیں عیسائی صاحبان کا ہم زبان ہونا ثابت کر گئے ہیں اور کفارہ کے اعتقاد کو تقویت دے گئے ہیں۔ کیونکہ ایسے حصر کامل سے مسیح کے مصلوب و مقتول ہونے پر اہل الکتاب کے ایمان کی خبر دینا صاف ظاہر کرتا ہے کہ مسیح کے مصلوب و مقتول ہونے پر ایمان عند اللہ عظمت و قیامت رکھتا ہے۔ اگر تردید منظور ہوتی تو تمام اہل الکتاب پر یقیناً ثابت کیا جاتا کہ مسیح علیہ السلام صلیب کی موت سے نہیں مرے۔ مرزائی صاحبان! اگر مرزا صاحب اور آپ کے معنی کفارہ کی صحت و حقیقت کے مثبت نہیں تو بتائیے آیت لیؤمنن کے مضمون کی خبر دینے سے اور کونسا فائدہ مقصود ہے مرزائی صاحبان! قطع الوتین کے سر سینگ نہیں ہوتے خدا آنکھوں سے تعصب کی پٹی دور کر کے غور اور فکر سے کام لو اپنی عقل اور فراست پر داغ نہ لگاؤ۔ آپ کی تفسیر مرفوعاً باطل صاف ثابت ہو رہی ہے ؎

دنیا میں جن کا دعوےٰ تھا ہیں کاسر الصلیب
ثابت ہوئے وہی ہیں کرتے ناصر الصلیب

مرزائی صاحبان یا تو اس مضمون کا جواب دو یا مرزا صاحب نے ازالہ اوہام میں جو ایک ہزار روپیہ توفی کے لفظ پر رکھا ہے وہ اس عاجز کو دیکر مرزا صاحب کو قرض سے سبکدوش کرو۔ کیونکہ میں نے مرزا صاحب کے مسلمات سے حیات مسیح ثابت کر کے معناً ثابت کر دیا ہے کہ توفی کے معنی قبض روح کے نہیں ہیں۔ از روئے انصاف میں ہزار روپے کے انعام کا مستحق ہوں۔

خاکسار فیض میراں از مشن سکول شاہیوال

اُس دیوتا کی پوجا کرو جو ماننے کے لائق ہے

(آریہ گزٹ ۱۵ دسمبر)

اے سب آستک لوگو! سوال پیدا ہوتا ہے کہ باپ کا حکم بجا لانا درست ہے یا حاکم وقت کا۔ اگر ہم کو آزادی حاصل ہے تو اس کا جواب صاف ہے کہ باپ کا جس نے ہماری سردی گرمی اور ہمارے نفع نقصان کی بابت سب سوچ رکھا ہے حاکم کو اپنے مطلب کی سوجھی ہے وہ صرف اپنے مطلب کو مد نظر رکھ رہا ہے۔ حاکم کا حکم ہم کو جبر کرتا ہے اس میں ہماری مرضی کو کوئی دخل نہیں جو کچھ کرتے ہیں جبراً کرتے ہیں جو کچھ مانتے ہیں جبراً مانتے ہیں جس میں ہماری مرضی کھوئی جاتی ہے جس خدا نے ہمیں پیدا ہی نہیں کیا مفت میں ہم پر غالب آ کر حکومت کرتا ہے اس کی حکومت کو ماننا ہمیں ہماری مرضی کے برخلاف ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ وہ حاکم ہم کو تباہ بھی نہیں کر سکتا چار دن قید کے جس طرح ہو گزر جائینگے کوئی وجہ نہیں کہ ایسے حاکم کا حکم دل سے بجا لائیں ہمیں ایسے باپ کا حکم بجا لانا درست ہے۔ جس نے علاوہ جنم دینے کے ہمیں اختیار کل کا مالک کیا ہے اور دوسرے حکم کو





نہ دیکھتے ہوئے کہ کوئی مورت یا کسی چیز کی صورت نہ بنانا مجھ کو غیر کو حق ہے کہ اسے باپ کی شخصیت سے منسوب کیا جائے۔ ہاں شخصیت حاصل کرنے ہی سے وراثت کا حق ملتا ہے ورنہ وراثت تو کیا جان پہچان بھی نہیں رہتی ہے یا درہے شخصیت دیوتا نہیں شخصیت میں مطلوبہ دیوتا کی پوجا کرنا ہے اور نہیں مقابلے سے ماتے لائق دیوتا کی پوجا کرو۔

یعنی وہ دیوتا جو سب کا باپ انسان سے بڑھکر انسان حاکم سے بڑھکر حاکم۔ برہم چاریوں سے بڑھکر برہم چاری یوگیوں سے بڑھکر یوگی عالموں سے بڑھکر عالم۔ رشیوں سے بڑھکر راج رشی۔ بادشاہ شہنشاہوں سے بڑھکر پوشاہتی۔ بڑوں سے زیادہ چھوٹوں کا محافظ محبت ہی محبت اور محبت سے معمور۔ زندگی کا چشمہ راحت کا گھر۔ جلال کا بادشاہ امن وامان کا بانی اتفاق کا دوست سراسر آزادی۔ ایسے دیوتا کی پوجا کریں۔ یہی مقابلتاً ماننے یوگ ہے بیشک نا سمجھ کو تکلیف دیتا ہے جس کی آنکھ ہوگی وہ دیکھیگا۔ سوائی کا گھر پرایا گیا۔ لالچ کی آنکھ نہیں بھرتی۔

یہ دید کہیں نہیں بتلا سکتا کہ اس دیوتا کی پناہ میں ہونا امر ہونا ہے اور موت جس کے ادھین ہے۔ جبکہ یہ بائیبل کی سنہلی آیت ہے جو مجھ پر ایمان لائیگا ہلاک نہ ہوگا بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائیگا کیا یہ دیانت کی بات ہے کہ بائبل کی آیت کو دلیل وید سے منسوب کیا جائے اور جس جیو کا پیدا کرنیوالا اور مارنیوالا کوئی نہیں۔ اس کو کسی دیوتا سے واسطہ کیا چاروں اندھیاں کا غلبہ ہے سو گڑوے کیسے دن گزر جائینگے۔ قیدی جیل میں جاکر حاکم کی اطاعت کا دم مارے کہیں میں بے قصور یا بیزار ہوں۔ کون مان سکتا ہے لہذا تم بلا چون چرا جو دیوتا پیش کیا ہو اُسی کی پوجا کرو۔ اسی میں سلامتی ہے۔ ۔ موہن چند مسیحی از لاہور

واقعی حل طلب سوال

یعنی گائے کیوں ماتا ہے اور بھینس کیوں ماتا نہیں۔ سراسر سادہ سوال اور بے تعصب ہے۔ بھینس کا دودھ گائے کا زیادہ اور قیمتی ہوتا ہے جیسا کہ دیکھا جارہا ہے اور طاقت ورہی اور کھیر کے لئے جہاں جہ سیر گائے کا دودھ درکار ہوتا ہے بھینس کا چار سیر بھی شیرادھوں میں کام دے جاتا ہے اور بھینس کے کھانے کے خواہشمند بھی عام پائے جاتے ہیں اور جن گھروں میں چار پانچ جیوں بھینس کا دودھ سنبھال نہ سکنے کی وجہ سے گائے کا رکھنا مناسب خیال کرتے ہیں کہ اتنا دودھ گھر کے لئے کافی ہوگا اور ایسے مجبوری گائے رکھنے والے کی دلی آرزو بھینس کی ہوتی ہے بھینس کا گوبر بھی جلانے کا کام کم نہیں دیتا ہے۔

گائے کا دودھ دھی کو بڑھاتا ہے اور بھینس کا دودھ بھی گوشت کو موٹا کرتا ہے یہ تب جانا جا سکتا ہے جب تجربہ کیا جائے بغیر اس کے ہر ایک آدمی جان نہیں سکتا کہ گائے کا دودھ عقل بڑھانے والا ہے بھلا یہ تو مسلم بات ہے کہ بھینس کا دودھ طاقت بخش ہوتا ہے پھر یہ کیسے ہوتا ہے کہ دماغ پراگندہ خاطر کرے بھینس گرمیوں میں ہر روز نہاتی ہے بلکہ آدھا دن پانی میں گذارنا پسند کرتی ہے اور گائے کبھی نہانے کا نام لیتی ہے۔ اس منشاء سے بھینس گائے سے پوتر ٹھہرتی ہے باقی بود وباش دونوں کی یکساں ہے۔ گائے کا دودھ پی کر استھارہ پوران بنا لینا عقل ہے تو یہ کوئی عقل نہیں پھر تبلایا جائے بہ وجہ سے بیکار آج تک گائے کا دودھ پینے والوں نے کون سی دماغی ترقی کی جس سے گائے کا دودھ عقل بڑھانیوالا ثابت ہو سکے بھینس کی تو وہ باتیں بھی پی جاتی ہیں۔

اگر گائے کا گوبر پنیاپ پوتر ہوتا ہے تو بھینس کا گوبر بھی کچے مکانوں اور اناج کو ہوا لگانے والی جگہوں میں استعمال کیا جاتا ہے گائے کے گوبر سے چوکا دینا اور گوتر جلکھانا تعلیم یافتہ گروہ کے سامنے کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ گائے سے کم دودھ دینے والے جانور بھیڑ بکری بھی کم عزت کے لائق نہیں جن کی اون سردی سے بچانے کا کام انسانوں کو بڑھ چڑھ کر دے رہی ہے باقی فائدے ان جانوروں کے یکساں ہیں۔ کیا کوئی آریہ اخبار گائے کے واقعی ماتا ہونے اور اُس کے جداگانہ فوائد پر روشنی ڈالیگا؟۔

گو صرف یہی جواب ہو سکتا ہے کہ تمام جیوؤں کی رکھشا کی جانی چاہئے تو یہ اُس صورت میں ہو سکتا ہے۔ جب ہنود کے خیال کے مطابق انسانوں کو معلوم ہو جائے کہ واقعی وہ ہمارے باپ دادوں کی روحیں ہیں اور ان کو نجات دیوانی ہو۔ ہر ایک انسان اپنے اپنے فائدے کے لئے جُدا جُدا جیوں کی رکھشا کئے جاتے ہیں اور بغیر کسی پرچار کے جیوؤں کی رکھشا ہو رہی ہے۔ لازم ہے کہ گائے کے جداگانہ اور نرالہ فوائد سے آگاہ کیا جائے اس سوال میں ایک اور دلچسپی کہ گئوشالہ اور گئو رکھشک کا پرچار تو ہنودوں میں اور زیادہ تعداد گائیوں کی عیسائی ملکوں میں پائی جائے جیسا کہ زمانہ بتا رہا ہے۔ انگلستان میں مویشیوں کی نمائش میں ایک بیل کی قیمت ساڑھے دس سو گنی اور باقی چار کی قیمت بھی ایسی جو حیرت پیدا کرتی ہے ہنود کبھی بھی ہو وصے بیکار آج تک ایک بیل بھی پیدا نہ کر سکے۔

پنجاب میں تمام دودھ حلوائیوں کے پاس مسلمان گوجروں سے آتا ہے گو اس میں ہنودوں کی کمزوری ہے کہ ہنود عمدہ گائے اور بیل پیدا کرنے کے لئے قاصر ہیں اور لوگوں کے لئے وہ پیدا کر کے گئو رکھشک ہونے کا ثبوت نہیں دے سکے۔ تاہم گئو رکھشا کا خیال تو دل میں ہے اور ہنودوں کو بھڑکانے کا پورا معیار ہے۔ حل طلب سوال تو صرف یہ ہے کہ گئو ماتا کا بنیادی اصول ہنودوں میں دیگر دودھ پلانے والے جانوروں سے کس بنا پر قائم ہوا۔ موہن چند مسیحی از لاہور

سیتا ماتا کے پتی برت دھرم پر وچار

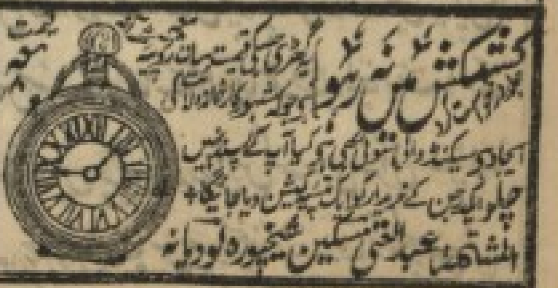
جب رام چندر جی سیتا جی کی ضد پر ہرن کے شکار کو روانہ ہوئے اور اس وقت اُنھوں نے کہا بھی تھا کہ یہ کوئی چھل ہے اور مجھے نقصان پہونچنے کی حالت میں یہ پانی کا گلاس سُرخ پڑ جائے گا۔ چنانچہ شکار لیتے وقت رام کے ہاتھ میں چڑ آگیا اور پانی میں کچھ سرخی نظر آئی سیتا نے لچھمن جی کو اُن کے پاس پہونچنے کو مجبور کیا کہ لچھمن گئی

محبت کا خیال نہ کرے۔ لچھمن جی گھر میں بھائی کے قائمقام اور بھائی کے حکم کے پابند تھے۔ اُنہوں نے سیتا سے کہا کہ دیکھنا اس حد یا لکیر سے باہر نہ ہونا جو کوئی اندر آئیگا بھسم ہو جائیگا گویا کا مسخ ہونا اور کسی کا اندر بھسم ہونا عمل ہو تو بھی انسان نفع نقصان سوچ لیتا ہے۔ اب غور طلب سوال یہ ہے کہ سیتا مالک کا حکم توڑکر راون کے پاس بھیک دینے حد سے باہر نکل آئی اور مالک کے قبضے سے نکلکر غیر کے پھندے میں پھنس گئی جسکا نتیجہ دونوں کا کام تمام کشت و خون۔ گھنٹے فقیر کو ٹھہرا سکتی تھی۔ اگر وہ ضد کرتا تو کچھ پرواہ نہ کرتی اور حد سے باہر نہ نکلتی اور نہ مالک کا حکم توڑتی حکم کی پرواہ نہ کرنا اور فقیر کی آواز سنتا ننگ و ناموس کو ایک طرف رکھ کر غیر کے ہاتھ جانا کس دل پر فخر کرنے والی بات کا نظارہ ہے۔

اس نظارہ سے یہی نہیں ہوا کہ غیر کے قبضہ کو قبول کرنا پڑا بلکہ ایک عورت کی ہتک تی سے جواب اپنا پڑا اور وہ جنگ درپیش آیا جس میں ایک ادنا سے خون کی ندیاں بہہ جائیں۔ یا درہے کہ لنکا کی لڑائی راکھشوں کا ناش کرنا نہیں بلکہ سیتا کا واپس لینا تھا۔ اس حکم عدولی کی سزا سیتا کو بنباس ملا اور وہ بچے لو اور کش پیدا ہوئے۔ کیا پتی برتا غیر کے پھندے میں پھنسنے والی کو کہتے ہیں۔ یا کوئی بہتر تعریف پتی برتا کی ہو سکتی ہے۔ رامائن میں صرف یہی ایک موقعہ ہے جس میں سیتا کو آزمایا گیا اور لگی گھر سے ساتھ دینا جات رکھیا مطلب تھی۔ گھر میں رہنا دنیا کے طعنے جنگل کی تکلیف سے ڈراونے تھے۔ کیا پر کاش سیتا کے پتی برت دھرم نس کی اصل خوبیاں پر کاش کریگا۔

الراقم

مولچند مسیحی از لاہور۔



توہمات کا اثر

چند ہفتے گذرے کہ میں لودیانہ کے سٹیشن پر کھڑا ہوا تھا۔ وہاں پر میں نے دیکھا کہ ایک جوشیلا محمدی بہت سے مسافروں کے درمیان بیٹھا ہوا اچھی خاصی گپ مار رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ خداوند کریم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ تم ایک انسانی وجود بنا کر میرے پاس لاؤ۔ فرشتوں نے عرض کی کہ اے خداوند کریم ہم نے کبھی انسانی وجود کو تو دیکھا ہی نہیں ہم کیونکر اس کا بت بنا کر تیرے حضور لائیں (فرشتوں کا جواب تو معقول تھا)

تب خداوند کریم نے فرشتوں سے کہا کہ تم قطب نما ستارے کی طرف دیکھو جس وقت فرشتوں نے اس ستارے کی طرف دیکھا تو حضرت محمد صاحب کا نور انسانی وجود کی شکل میں نظر آیا فرشتوں نے جھٹ اُسے دیکھکر سجدہ کیا اور انسانی شکل کا بت بنا کر خدا کے آگے کھڑا کر دیا۔ خدا نے جھٹ اُس میں جان ڈالدی۔ وہاں محمدیوں کے دلوں میں اس بات کا اچھا اثر پڑا معلوم ہوتا تھا جو کہ جاہل مطلق تھے اور وہ جوش میں کلمہ محمدی پڑھ دیتے تھے اس گپ کو سنکر مجھ سے رہا نہ گیا۔ میں نے آگے بڑھکر اس جوشیلے محمدی بھائی سے پوچھا کہ کیوں صاحب آپ جو کچھ کلام بیان فرماتے ہیں حدیثی ہے یا قرآنی۔ آپ نے جھٹ جواب دیا کہ آپ کون ہیں۔

میں:۔ ایک غریب مسیحی ہوں

محمدی:۔ کیا آپ پلکچرار ہیں؟ مشن کے ملازم ہیں؟

میں:۔ نہ تو لکچرار ہی ہوں اور نہ کسی مشن کا ملازم ہوں۔ مگر ہاں مسیح کا آزاد کیا ہوا بندہ ہوں۔

محمدی:۔ خیر۔ جناب یہ سب باتیں جو میں نے کہیں حدیثی بھی ہیں اور قرآنی بھی۔

میں۔ صاحب غلط ہے۔ قرآن میں تو یہ بات نہیں اور نہ کسی حدیث میں ہو اگر ہے تو حوالہ دیجئے۔

محمدی:۔ اگر دونوں میں نہیں تو جھوٹ بھی نہیں۔

میں:۔ کیا خوب یہ کونسا جواب ہے۔ یہ بات اگر قرآن اور حدیث میں نہیں تو جھوٹ کیونکر نہیں ہو سکتی۔ فرض کرو اگر اس وقت میں آپ لوگوں کے درمیان مسیح کی منادی کروں اور ایسے فقرے کہوں جو انجیل مقدس میں نہ ہوں تو کیا آپ اس کا یقین کریں گے میرے اتنا کہنے پر تمام محمدی صاحبان مجھے گھور کر دیکھنے لگے اور خاصکر ایک پٹھان کی آنکھوں میں خون اُتر آیا۔ جب وہ جوشیلا محمدی لاجواب ہو گیا تو تنگ کر منہ کو موڑ اور کہنے لگا آپ جو مسیح کو خُدا کا بیٹا کہتے ہیں یہ تو خدا پر بہتان لگاتے ہیں۔ ہمارے قرآن شریف میں لکھا ہے کہ خدا نہ کسیکو جنتا ہے اور نہ کسی نے اُسے جنا ہیں نے کہا یہ بالکل درست ہے کہ خدا کو کسی نے نہیں جنا۔ مگر بھائی صاحب ہم اس خیال سے مسیح کو خدا کا بیٹا نہیں کہتے جس خیال سے آپ لوگ مانتے ہیں یہ بھی سراسر آپ لوگوں کا توہم ہے ہم کہتے ہیں کہ قرآن نے مسیح کو کلمہ اور روح خدا مانا ہے۔ وہی مجسم ہوکر اس دنیا میں آگیا۔ چنانچہ اگر آپ یوحنا باب ۱ آیت ۱ سے پڑھیں تو آپ کے تمام توہمات دور ہو جائیں گے اور آپ پھر کبھی ایسا سوال کسی مسیحی سے نہ کرینگے۔

محمدی۔ آپ انجیل کا حوالہ نہ دیں۔ کیونکہ وہ تو تحریف ہو گئی۔

میں۔ آپ کے پاس تحریف ہونیکا کیا ثبوت ہے۔

محمدی۔ جو باتیں حضرت کی شان میں انجیل میں مرقوم تھیں وہ عیسائیوں نے سب نکال دیں

میں۔ آپ کوئی قرآن کا حوالہ دیں جس سے ثابت ہو کہ یہ بات انجیل میں بھی ضرور آتی ہے۔ تاکہ ہم قرآن اور انجیل کا مقابلہ کر کے دیکھ لیں۔

ابھی ہم میں یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ ایک جوشیلے آریہ صاحب بھی وہاں آپہونچے۔ اور میری طرف مخاطب ہوکر بولے کہ بائیبل میں قربانیوں کا آغاز کب سے ہوا۔ میں نے کہا کہ پہلے ایک بھائی صاحب سے تو معاملہ طے ہونے دو پھر آپ سے بھی دیکھ لیا جائیگا۔ آریہ صاحب کو کب چین۔ بولے نہیں پہلے آپ میرے سوال کا جواب دیں۔ میں نے کہا اچھا سنیئے۔ بائبل میں

قربانیوں کا آغاز ویدوں کی قربانیوں سے پہلے ہوا - اب تو آریہ صاحب بغلیں جھانکنے لگے اور پھر ٹھہر کر بولے کہ آپ آریوں کی قربانیوں کا ذکر کیوں کرتے ہیں میں نے کہا کہ ذکر تو نہیں کرتا آپ کے سوال کا جواب دیتا ہوں -

آریہ - نہیں نہیں میرے سوال کا جواب نہیں - تاریخ سن اور وقت بتلایئے -

میں - آپ کو اس سے فائدہ کیا ہوگا -

آریہ - پھر ہم صحیح مان لینگے -

میں - آپ بتلایئے کہ آپ کا ایمان ہابیل کی قربانیوں پر درست ہوا اور اگر میں سن درست بتلا دوں تو آپ دل سے اقرار کرتے ہیں کہ ان قربانیوں سے لیکر مسیح کی حقیقی قربانی تک اقرار کرو گے -

آریہ - یہ فضول باتیں ہیں ہیں مانوں یا نہ مانوں مجھے سن سے غرض ہے -

میں - یہ سراسر ہٹ ہے خیر آپ بیٹھئے میں سن بتاتا ہوں - میں نے بیبل کھولی اور ہابیل و قائین کی شروع قربانی دکھلانی شروع کی

مگر افسوس اتنا کہہ کر آریہ صاحب بھی چلتے بنے کہ پھر بلو نگا اب وقت نہیں - میں نے کہا اچھا آپ کی مرضی - جب میں نے جو شیلے محمدی کی طرف نظر کی تو وہ بھی وقت غنیمت جانکر چلتے بنے اور میں اکیلا رہ گیا -

ناظرین اس قسم کے توہمات نے لوگوں کی عقلوں کو خراب کر رکھا ہے وہ صحیح تعلیم سے بالکل محروم ہوئے ہیں اور قصے کہانیوں پر دل لگا لیتے ہیں - جن سے اُن کی روح اور جسم کے لئے سخت نقصان ہوتا ہے - اس لئے مسیح کی صحیح تعلیم کی ان لوگوں کو سخت ضرورت ہے -

راقم جارج مسن نائب لودیانوی حال مقیم گجرانوالہ

سیرامپور میں ایک ۱۰ سالہ ہندو بیوہ قتل کی گئی - بہت مالدار تھی سود پر قرضہ دیتی تھی قاتلوں کا ہنوز پتہ نہیں چلا تمام اسباب و مال لُٹ گیا - لاش خون میں لت پت تھی -

ملک کنعان کی سیر

یوسف کا اصل مقبرہ تو یعقوب کے کنوئیں کے پاس سکم میں ہے - مگر مسلمانوں نے یہاں بھی اُس کی قبر بنائی ہوئی ہے - کہتے ہیں کہ اُس کی ہڈیاں یہاں بھی مدفون ہیں - یہاں ایک مسلمان صاحب بیں اثنائے گفتگو میں انہوں نے بیان کیا کہ یہاں ایک بڑی عجیب بات ہے کہ لوگ مرنے سے پہلے اپنی موت کا ٹھیک وقت بتا دیتے ہیں پھر وہ دوائی بھی نہیں کھاتے اور ٹھیک اُسی وقت مر بھی جاتے ہیں - یہ موت کیساتھ جنگ نہیں کرتے -

جب میں یہاں کی زیارت کر چکا تو گاڑی پر واپس یروسلم کو آیا راہ میں بیت الحم کی زیارت کے واسطے گاڑی سے اُتر گیا اور گاڑی یروسلم کو چلی گئی -

یروسلم سے جب بیت الحم کو یافہ کے دروازے سے آویں تو راہ میں ہنوم کی وادی ہے - بیت الحم حضرت داؤد کی جائے ولادت ہے - اس جگہ داؤد نے فلستیوں کو شکست دی تھی - ۲ سموئیل ۲۳: ۱۳، ۱۲ اس راستہ پر ایک کنواں ہے جو مجوسیوں کا کنواں کہلاتا ہے - اس کی نسبت یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ جب مجوسی ہیرودیس سے رخصت ہو کر ادھر آئے تو وہ نہ جانتے تھے کہ کدھر جاویں - وہ سفر سے ماندے ہو کر پانی پینے کو اس کنوئیں پر بیٹھ گئے - جب وہ کنوئیں سے پانی نکالنے لگے تو انہوں نے کنوئیں کے اندر ستارے کا عکس دیکھا پھر اُس ستارے کی ہدایت سے بیت الحم کی چوٹی تک پہونچے - اس کنوئیں سے جب تھوڑی دور آگے جئیں تو ایک عالیشان عمارت نظر آتی ہے - جسکو الیاس کی کونٹ کہتے ہیں - اس کونٹ کے سامنے ایک مکان ہے جس کی بابت روایت ہے کہ جب ایلیا نبی یزعیل سے بھاگا تو یہاں آیا تھا - بشپ الیاس نے یہ کونٹ بنائی تھی - اس کونٹ کے مغرب جانب ایک گرجا ہے جس کو صیقوق بن کا گرجا کہتے ہیں -

باقی آئندہ -

شعر و سخن

غزل

مصنفہ شاعر نکتہ سنج جناب منشی الیاس صاحب رسا دام اقبالہ

جی کے کیا خوش ہوں ہے دنیا چند روز
دیکھنا ہے یہ تماشا چند روز ہے

رہ کے تیرے غم میں تنہا چند روز
کیا کہیں کیا کیا نہ دیکھا چند روز

ہجر میں دل ایسا بگڑا چند روز
جو سنبھالے سے نہ سنبھلا چند روز

حشر تک کیسے کٹے گی زندگی
ہجر میں جینا ہے مشکل چند روز

ہو گیا طوفان بپا خلق میں
ہجر عیسیٰ میں جو رویا چند روز

کوئی کیا دیکھے انہیں کیا دل لگائے
ہیں نگار و نقش دنیا چند روز

عمر ساری مفت میں برباد کی
اب تو کر کچھ فکر عقبےٰ چند روز

یاد عیسےٰ میں سما محو اس قدر
ہوش میں اپنے نہ آیا چند روز

دل لگائیں اے کس اُمید پر
ہم کو ہو دنیا میں رہنا چند روز

منہ دکھانا ہے خدا کو ایک دن
اے رسا کر یاد عیسےٰ چند روز

راقم منشی الیاس داس رسا از لاہور -

مضامین

بائبل مقدس

گذشتہ اشاعت سے آگے

چور ٹھگ۔ ڈاکو اور بدمعاش کو تلاش کریئے تو اُن کا کوسوں پتہ نہیں کہ کہاں گم ہوگئے ہاں جیلخانوں میں تو پائے جاتے ہیں جہاں وہ اپنے کئے کی سزا پا رہے ہیں۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ سڑکیں خراب ناہموار گلی کوچے تنگ تھے کہ چلنا دشوار تھا اور ایسی تاریکی تھی کہ سینکڑوں ٹھوکریں راستہ میں کھاتے گرتے پڑتے مشکل سے گھر پہونچتے تھے۔ مگر اب ایک زمانہ ہے کہ میونسپلٹی کے حسن انتظام سے سڑکیں فراخ و پختہ آب و ہوا لطیف روشنی کا وہ انتظام ہے کہ لالٹینیں دو رویہ سڑکوں پر نصب کہ اندھا اگر آنکھ بند کرکے چلے تو بلا خرخشہ و روک ٹوک کے اپنے مقام مقصود تک پہونچ جاوے۔ کیا عمدہ دل و مبارک یہ سرکار کا یہ انتظام ہے اندھے لوگوں کے سوائے بھلے چنگے بھی سرکار کو شب و روز دعائے خیر دیتے ہیں جس کا یہ عمدہ انتظام ہے موجودہ گورنمنٹ سے ہند کی قسمت نے کیسا پلٹا کھایا۔ جہاں کہ ہمیشہ گندگی رہتی تھی وہاں اب دیکھئے کیسی صفائی ہے روز مرہ نالی و نالے پانی سے دھوئے جاتے ہیں۔ سڑکیں صاف کی جاتی ہیں۔ جو گذشتہ عہد سلطنت میں کبھی ظہور میں نہ آیا تھا۔ سڑکوں کی آبپاشی۔ سبزہ زار کا باغوں میں لہرانا کلیوں کا چٹکنا۔ پھولوں کا مہکنا باغات کا نصب ہونا کیسی خوشی ظاہر کرتا ہے جو اگلے زمانہ میں یہاں نہ دیدہ کی آنکھوں نے کبھی دیکھا نہ شنیدہ کے کانوں نے کبھی سنا تھا تواریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ علم صحت کے حاصل کرنے میں انگریز سبقت لے گئے ہیں۔ باقی آئندہ۔

انتخاب الاخبار

انسان کے خیالات

انسان کے اچھے اور برے خیال زیادہ تر

نتیجہ ان خیالات کا ہے جو انسان اپنے آپ میں رکھتا ہے اور جو اُس کے دماغ میں آتے جاتے رہتے ہیں۔

انسان کو کبھی نہیں چاہتا مگر صبح سے شام تک ہزاروں خیال اس کے دل میں آتے ہیں اور پھر بھی ایک رنگ کے نہیں بلکہ متضاد قسم کے اور اس قسم کے کہ ایک خیال کو دوسرے خیال سے کچھ بھی مناسبت نہیں ہوتی۔ کسی وقت اس قسم کے خیال آتے ہیں جن سے بے انتہا جرات و دلیری انسان میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اُس وقت دنیا کا کوئی مشکل سے مشکل کام بھی اُس کو مشکل معلوم نہیں ہوتا۔ وہ انسان بہادروں کا بہادر ہو جاتا ہے میدان جنگ میں لڑنے کو تیار ملک فتح کرنے کو آمادہ اور بزبان یہ کہنے کو مستعد کہ غیر ممکن کا لفظ بزدلوں اور بے وقوفوں کا ہے نہ کہ دانش مند اور ہمت والوں کا۔ اُسی انسان میں جو ابھی مرد میدان تھا تھوڑی دیر کے بعد اس قسم کے خیالات پیدا ہو جاتے ہیں جو اس بہادری کے بالکل مغائر ہیں معمولی کاموں کی جرات بھی اُس میں مفقود معلوم ہوتی ہے۔ کسی وقت خدا پرستی کی موجیں جوش زن ہوتی ہیں۔ کسی وقت عیش و عشرت کے خیالات کبھی یہ منصوبے ہیں کہ یہ کرو اور وہ کرو۔ ذرا دیر بعد یہ خیالات ہیں کہ کچھ نہیں دنیا فانی ہے۔ کسی وقت ایک عجیبی تجارت کا خیال ہے۔ اور کسی وقت گھاٹے کا خوف اُس کو ڈرا رہا ہے انسان کی اُس حالت پر نظر کرنے سے انسان کی حالت اس تنکے کی سی معلوم ہوتی ہے جو دریا میں پڑا ہو۔ اور لہریں اُس کو جس طرف چاہتی ہوں لے جاتی ہیں۔

انسان کی بڑی، دانشمندی خیالات کے بدلنے پر زور

موجوں میں دانشمندانہ گزرتا ہے۔ ایک ناسمجھ شخص مختلف خیالات کے پیچ پیچ میں رہتا ہے۔ جس وقت جیسا خیال پیدا ہوا ویسا ہی کرنے لگا۔ جیسے کاغذ کا ایک ورق ہوا میں اُڑتا پھرتا ہے۔ ویسے ہی ایک ناسمجھ شخص متضاد خیالات کی موجوں میں بہا جاتا ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ کیا کرتا ہے اور کہاں جاتا ہے۔ اور اُس کا انجام کیا ہوگا۔

کبھی عیش کے خیالوں میں۔ کبھی کاہلی کے خیالات اُس کا دامن پکڑے ہوئے ہیں۔ وہ چپ چاپ اُس کی اطاعت کر رہا ہے۔ نہ ہاتھ پاؤں ہلا سکتا ہے۔ اور نہ دم مار سکتا ہے۔

کسی وقت خدا پرستی کے خیالات میں تو وہ مجسم خدا پرست نظر آتا ہے۔ مگر خیال کے دوسرے دورے میں تو وہ خدا پرستی اور وہ اُس کی وہ نیکیاں ہیں۔ لوگ حیرت سے دیکھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ کیا سے کیا ہو گیا اور وہ بزبان حال کہتا ہے کہ میں وہی ہوں جو تھا۔ خیال کا بندہ ہوں دے بہ دہر چاکہ خاطر خواہ اوست) میں نے خود کچھ نہ کیا تھا بلکہ خیال کی ایک لہر نے ویسا بنا دیا تھا۔ دوسری لہر نے ایسا۔ اور معلوم نہیں اس زندگی میں خیالات کے دورے مجھ کو کیا سے کیا نہ بنا دینگے۔

نیکی گو ہر حال میں نیکی ہو مگر جو نیکی پائدار اور مضبوط ارادوں سے نہ ہو جو خیالات کی دوسری لہر میں بہ جانے والی ہو۔ وہ اس سیراب سے زیادہ نہیں ہے۔ جو دور سے خوشنما تو ضرور ہے مگر پیاسے کی پیاس اُس سے ہرگز نہیں بجھ سکتی۔ مگر جو دانش مند ہے اور سچا دانشمند وہ سب سے پہلے اسباب کو دیکھتا ہے کہ انسان میں خیالات کیونکر اور کہاں سے پیدا ہوتے ہیں اور کیا معیار ہے اُن کے صحیح اور غلط ٹھہرانے کا اور کس طرح خیالات کے پرزور موجوں پر قبضہ حاصل ہو سکتا ہے۔

وہ دیکھتا ہے کہ رنگ برنگ کے خیالات جو اُس کے دماغ میں آتے ہیں چار طور پر پیدا ہوئے (۱) مذہب سے (۲) تعلیم و تعلم سے (۳) سوسائٹی سے (۴) مظاہر قدرت سے جو مختلف ملکوں میں مختلف صورتوں میں موجود ہیں۔

وہ خیالات کرتا ہے۔ کہ انسان بالضرور کوئی ایسی مخلوق





ہے جس سے کچھ فائدہ ہے اور وہ تمامی خیالات جو انسان کے دل میں آتے ہیں یقیناً صحیح نہیں ہے اور یکساں عزت دیئے کے نہیں۔

وہ اپنے تمام خیالات کو ایک ایک کر کے ہاتھ میں رکھتا ہوا اُس کے ماتحد پر غور کرتا ہے اور صرف اُسی پر اکتفا نہیں کرتا علوم سے اُس کی جانچ کرتا ہے مذہبی پہلو سے اُسے پرکھتا ہے اور ضمیر سے اس کی بابت مشورہ لیتا ہے۔ آخری خیال اُس کا یہ ہوتا ہے کہ اس خیال پر عمل کا نتیجہ کیا ہوگا۔ کیا اُس سے کوئی حقیقی مسرت ہوگی۔ کیا اُس سے زندگی کی مصیبتیں جاتی رہیں گی یا کچھ ہو جاوینگی۔ کیا راحت اُس کا نتیجہ ہوگا کیا اُس کا نتیجہ تندرستی ہے۔ اور ابنائے جنس بھی اُس سے فائدہ اُٹھاوینگے یا خود اُس کی ذات پر اس کے فوائد ختم ہو جاوینگے۔

اس دیکھ بھال کے بعد وہ کسی خیال کی عزت قائم کرتا ہے اور اس طور پر انسان کے بے شمار خیالوں میں سے اُن خیالات کا انتخاب کر لیتا ہے (۱) جن پر وہ عمل کریگا اور (۲) جن پر اُس کی زندگی کے کُل کام منحصر ہونگے یہ سچ ہے کہ بمقتضائے فطرت و بشریت اُس کے دل میں بھی بُرے خیالات آتے ہیں مگر وہ اُن خیالوں کو حقارت سے دیکھتا ہے اور اپنے دل کے کسی گوشے میں بھی جگہ نہیں دیتا وہ سمجھتا ہے کہ بُرے خیالات جب ذرا دیر بھی انسان کے دل میں ٹھہر جاتے ہیں تو بے انتہا عیوب انسان کے دل میں پیدا ہو جاتے ہیں ورنہ کم سے کم یہ تو بالضرور ہوتا ہے کہ عمدہ خیالات اپنا کام نہیں کرنے پاتے اور دل کی وہ شگفتگی جو عمدہ خیالوں کا نتیجہ ہے مُرجھا جاتی ہے۔

ابتدا تو بلاشبہ انتخاب میں اور پھر اُس کے بعد مضبوطی سے عمل کرنے اور اس پر قائم رہنے میں فی الجملہ کچھ تکلیف ہوتی ہے مگر تھوڑے دنوں بعد عمدہ خیالات اُس کی مضبوطی سے دل میں اپنا گھر کر لیتے ہیں۔ بدوں کسی خیال کے بھی عمدہ خیالات کی موجیں دل میں لہراتی ہیں اور چونکہ ناقص خیالات کا انسداد ہو جاتا ہے۔ دائمی مسرت اُس کا لازمی نتیجہ ہوتا ہے اس لئے فی الواقعہ وہی انسان ایک مضبوط نیکی کر سکتا ہے اور اسی کے معنے میں اصلی کامیابی ہے۔

قومی اقبال و ادبار کا معیار یہی خیالات ہوتے ہیں۔ اگر افراد قوم کا میلان عمدہ خیالوں کی جانب ہو اگر وہ خیالات کے انتخاب میں مصروف ہیں تو اُس قوم کو بشارت اور مبارکی ہے۔ آج نہیں کل۔ کل نہیں پرسوں۔ وہ قوم ضرور بالضرور کامیاب ہوگی مگر جب اجزائے قوم کی یہ حالت ہو کہ وہ خیالات کی لہروں میں بہ رہے ہیں جو خیال آیا اُسی قسم کی کرنے لگے نہ خیالات کا انتخاب ہے اور نہ عمدہ خیالوں پر قبضہ کرنے کی کوئی خواہش ایک تنکے سی حالت ہے کہ ہوا کے جھونکے میں اِدھر سے اُدھر بہ رہا ہو اس قوم کو مایوس ہو جانا کے اُمید رکھنے کی بہ نسبت بہت زیادہ مناسب ہے۔ (افغان)

نجومی گرفتار

سچ ہے کہ لالچ بُری بلا ہے بڑے بڑے معزز بھی بعض اوقات بوجہ لالچ میں آ کر ایسے جھکر اپنی شہرت کو بٹہ لگاتے ہیں اور بُرے کام کا خراب پھل پاتے ہیں۔ راجہ مندری (مدراس) کے ایک نجومی اپنی سی جگہ نامی آئے کی بدقسمتی کو کیا کہئے۔ کہا تو علم نجوم کی شہرت اور عزت حاصل تھی کہ گورنمنٹ مدراس نے نجومشی صاحب کو پچاس ایکڑ اراضی کا ایک معقول رقبہ بطور صلہ قدردانی عطا فرمایا لیکن نجومی صاحب کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ لالچ کی سوجھی اُنہوں نے ایک جعلی دستاویز کے ذریعہ سے اور سات سو ایکڑ زمین حاصل کرنے کی کوشش کی کاش علم نجوم اُنہیں خبردار کرتا کہ اس مجرمانہ حرکت کا نتیجہ کیسا خراب ہوگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نجومی صاحب گرفتار اور قید کئے گئے ضمانت نامنظور ہوئی کہ پولیس نے اُنکی بابت پتا حاصل کیا ہے۔ تمام شہرت علم نجوم کی خاک میں مل گئی ہے نجومی نے ایک دستاویز تیار کی۔ مسٹر ہیورے سابق انڈر سکرٹری گورنمنٹ کے دستخط اس پر بنائے گئے تھے۔ لیکن تاریخ دینے میں دوراندیشی نہ کر سکے ایسی تاریخ لکھی جبکہ مسٹر ہیورے انڈر سکرٹری کے چارج سے سبکدوش ہو کر ضلع گنجام میں تعینات تھے مسٹر رابرٹسن صاحب کلکٹر راجہ مندری نے اس غلطی سے معلوم کیا کہ دستاویز مذکورہ اصلی نہیں ہے۔ بلکہ جعلی ہے اس دستاویز میں مدراس گورنمنٹ کا حکم بنام کلکٹر گوداوری درج تھا کہ وہ نجومی صاحب کو سات سو ایکڑ زمین قابل کاشت مرحمت فرمائیں۔ مسٹر رابرٹسن صاحب نے دیکھا کہ ایک تو تاریخ بالکل غلط ہے دوسرے مقام بھی صحیح نہیں ہے اور وہ جھوٹ تاڑ گئے کہ سراسر جعل سے کام لیا گیا ہے۔ اراضیات کا عطیہ کوئی سرسری کام نہیں ہے تعجب ہے کہ نجومی کو یہ خیال کیسے ہوا کہ ایک جعلی درخواست کے زور سے سات سو ایکڑ حاصل کرینگے۔ اگر تاریخ اور مقام صحیح بھی ہوتا۔ تو بھی اپنے وقت پر ضرور ہوتا۔ لیکن افسوس کہ جب کوئی آفت آنیکو ہوتی ہے عقل پہلے ہی رخصت ہو جاتی ہے

چہ اکارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

(عام)

سب سے بوڑھی عورت

بلگیریا کے موضع یادسکو میں ایک ۱۲۷ سال کی بڑھیا عورت رہتی ہے جو سنہ ۱۷۸۳ء میں پیدا ہوئی تھی اور کہا جاتا ہے کہ اس وقت یہ دنیا میں سب سے بڑھیا عورت ہے اس کا بڑا بیٹا اس وقت سو سال کا ہے۔ کہ جیسے یہ بڑھیا اب تک اسی محبت اور احتیاط سے دیکھتی ہے جیسے کہ بچپن میں اُس کی خبرگیری کیا کرتی تھی اور یہ بھی اب تک مستعدی سے کھیتوں میں ہل چلاتا ہے۔ (پیسہ اخبار)

عجیب برقی آنکھ

سینٹ پیٹرزبرگ کے انسٹیٹیوٹ آف ٹکنالوجی کے پروفیسر ارزنگ نے حال میں ایک پبلک لکچر میں اعلان کیا ہے کہ اُس نے ۱۵ سال کے لگاتار برقی تجربات کے بعد ایک ایسی عجیب و غریب برقی ایجاد کی ہے۔ جسے برقی آنکھ کہہ سکتے ہیں۔ یعنے ایک ویسی برقی دوربین کی

قسم کی مشین ایجاد کی ہے کہ جس میں دیکھنے سے ہزار ہا میل کی چیزیں برقی طاقت کے ذریعے سے نظر آ سکتی ہیں۔ اس مشین کے ذریعہ سے کسی کارخانہ کا مالک اپنے کمرہ میں بیٹھا اپنے تمام ملازموں کو جو کارخانہ کے دوسرے کمروں میں کام کرتے ہونگے ہر وقت جب جی چاہا دیکھ سکتا ہے۔ اس طرح ایک شخص گھر کے کمرہ میں بلکہ اپنے بستر کے اندر بیٹھکر تھیٹر کا تماشہ دیکھ سکتا ہے اسی طرح ایک سپہ سالار اس کے ذریعے سے دشمن کی اور اپنی فوج کی پوری نقل و حرکت دیکھ سکتا ہے۔

(پیسہ اخبار)

بمبئی سے خبر آئی ہو کہ چار آدمی پوسٹ آفس کا ۱۴۸۵ روپیہ غبن کرنے کے جرم میں گرفتار کر کے مسٹر ونسنٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں چالان کئے گئے ہیں۔ ان میں سے پہلے تین ترتیب وار تین سو پچاس ۳۷۵ اور ۳۰ روپے کے منی آرڈر غبن کرنے والے تھے اور چوتھا شخص اُن کا مددگار تھا۔ پہلا مجرم جعلی مہریں بنانے کے جرم میں بھی ماخوذ ہے۔ یہ شخص جعلی مہر لگا کر روپیہ ہضم کرتا تھا۔ یہ شخص آرمی نیوی سٹور میں کام کرتا ہے۔ دوسرا ملزم تیسرا ایک کلارک ہے جو تھا میل سروس کا سارٹر تھا۔ یہ شخص جعلی منی آرڈروں کے ذریعہ روپیہ غبن کرتا رہا ہے اور ماہ نومبر سے اس کا سلسلہ جاری تھا مسٹر ونسنٹ نے ۱۳۰۰ روپے برآمد کئے ہیں۔ مقدمہ جاری ہے اور ملزماں حوالات ہیں +

سال گذشتہ کے آخری ہفتہ کو حضور لارڈ مارلے صاحب بہادر کی سالگرہ کا دن مبارک تھا وہ ۲۴ دسمبر ۱۸۳۸ء کو پیدا ہوئے۔ ۴۰ سال ہوئے جبکہ آپ نے بیرسٹری کا امتحان پاس کیا۔ ۱۸۸۳ء سے آپ ممبر پارلیمنٹ چلے آتے تھے اور مسٹر گلیڈسٹون مرحوم کو اپنا اُستاد مانتے تھے پولیٹیکل امور میں اُنکے دست راست تھے ۵ سال سے آپ مجلس وزارت کے رکن ہیں اور دو سال سے لارڈ کا اعزاز حاصل کیا۔ تصنیفات میں اور خاصکر علمی قابلیت میں انکی مہارت مسلمہ ہے۔ اخبار نویسی اور تقریر بازی میں آپ مدت سے استاد مانے جاتے ہیں۔

گلدستۂ اخبار

انبالہ چھاؤنی کا اسٹیشن ایک لاکھ روپیہ کی لاگت سے از سر نو بنایا جاوے گا اس مرتبہ بڑے بڑے چوڑے پلیٹ فارم بنیں گے۔

ایک پٹھان حاجی کراچی میں اس سبب سے پکڑا گیا کہ اُس کے کھجوروں والے ٹوکرے میں سے دو صد کارتوس نکلے تھے اب اس پر قانون اسلحہ کے خلاف مقدمہ چلایا جاویگا۔

ڈاکخانہ کے بعض ضروری معاملات پر مشورہ کرنے کے لئے کلکتہ میں ۲۰ جنوری کو ایک کانفرنس منعقد ہوگی تمام صوبوں کے پوسٹ ماسٹر جنرل اس میں شریک ہونگے اور بمبئی کے انسپکٹر جنرل کانفرنس کے صدر نشین ہونگے۔

باغیانہ جلسوں کے قانون کی بابت صوبے کی گورنمنٹوں نے اپنی اپنی رائے گورنمنٹ ہند کی خدمت میں بھیج دی ہے اب گورنمنٹ اسباب پر غور کر رہی ہے کہ یہ قانون بدستور جاری رہے یا منسوخ کر دیا جاوے۔ دیکھئے کیا فیصلہ ہوتا ہے۔

امرتسر میں ۹ جنوری کو ایک لڑکا آتشبازی کا تماشہ دیکھتے ہوئے گرم روغن کی کڑاہی میں گر کر مرگیا۔

ہائی کورٹ الہ آباد کی نئی عمارت کے لئے دس لاکھ روپیہ منظور ہوا ہے مکانات بہت جلد بننے شروع ہو جاوینگے

شہر دہلی کے باہر ریل کی کئی سڑکیں نکالی جاوینگی۔ تاکہ دربار میں آنے والے لوگوں کو آسانی رہے۔ جگہ بجگہ ٹیلیفون اور تار گھر بھی قائم کئے جاوینگے۔

خبر آئی ہے کہ شاہ جارج پنجم قیصر ہند نومبر کے تیسرے ہفتہ میں لندن سے روانہ ہو کر بمبئی تشریف لاوینگے اور ۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء کو دہلی میں رونق افروز ہونگے۔ مگر جب تک دربار کی کوئی تاریخ مقرر نہ ہو جاوے یہ خبر صحیح نہیں سمجھی جاتی تازہ خبر ہے کہ دربار ۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء کو ہوگا۔

دہلی میں مکانوں کا کرایہ ابھی سے اسقدر زیادہ ہو گیا ہے کہ بعض بعض مکان بھی اتنی قیمت کے نہیں ہیں جو کرایہ دار مدت سے چلے آئے ہیں۔ اب انہیں سخت تکلیف کا سامنا ہے۔

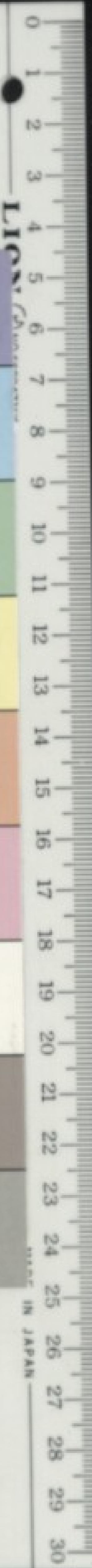
ٹرکی کی وزارت وقف کے خزانہ میں چوری ہو گئی بہت سے چور لوہے کی کھڑکیاں توڑ کر کمرے میں داخل ہوئے اور ایک صندوق توڑ کر ایک ہزار نو سو اشرفیاں نکالیں۔ اس شبہ میں بعض ملازمان وزارت گرفتار کئے گئے ہیں۔

امپیریل ہوٹل لکھنؤ میں بایام گمشدہ تین قیمتی چیزیں کسی کی گری ہوئی پائی گئیں۔ ایک انگشتری ہیرے کی مالیت ایک ہزار روپیہ بیان کی جاتی ہے۔ ایک سونے کی انگشتری مالیت دو سو روپیہ اور طلائی بروچ جس میں جواہر ہے۔ جو مالک کا پتہ لگنے پر اسکے حوالہ کی جاویں گی۔ یہ چیزیں پولیس کی تحویل میں ہیں

جمعہ گذشتہ کو بنگال نیشنل بنک کے باہر ایک دربان دو ہزار روپیہ نقد کی تھیلیاں لئے آتا تھا کہ موقعہ پا کر چند گنڈوں نے اس پر حملہ کیا اور تمام روپیہ لوٹ کر روز روشن میں سب کے سامنے دیکھتے دیکھتے بھاگ گئے پولیس میں رپورٹ لکھوائی گئی۔ مگر تا حال کوئی ملزم ہاتھ نہیں آیا۔ تحقیقات کر رہے ہیں دربان خود شش و پنج میں ہے اور اپنی بیکسی ظاہر کرتا ہے۔ کلکتہ میں ایسے واقعات قابل برداشت نہیں ہیں

رنگون کی خبر ہے کہ وہاں سگرٹ بنانے کا ایک کارخانہ خاص اہتمام سے جاری کیا گیا ہے اس میں برما کا تمباکو استعمال کیا جاتا ہے اسکے لئے ولایت سے اعلیٰ درجہ کی مشینیں منگوائی گئی اور لگائی گئی ہیں اور ہر ایک مشین ڈیڑھ لاکھ سگرٹ ہر روز تیار کر سکتی ہے یہ ورجینیا کے تمباکو سے زیادہ طاقتور ہیں۔ کاریگر اور ماہر انجنیر بجائے ولایت کے چین سے منگوائے گئے ہیں سگرٹوں کی کھپت ملک میں بسرعت بڑھتی جاتی ہے اگرچہ حقہ اس کے مقابلہ میں بہتر سمجھا جاتا ہے۔ لیکن بلحاظ انجام ضمیر نفس کے ہر دو لعنت ہیں۔

✻



پادری انڈریو صاحب کو جواب اور پرکاش کے منہ پر خاموشی کی مُہر

(گذشتہ سے پیوستہ)

جب دیکھا جاتا ہے کہ مسیح سے پہلے انسان نیم وحشی تھے اور مسیح کے برابر کوئی ولی یا پیغمبر یا رام کرشن وغیرہ کسی ایک صفت میں مسیح کے برابر پائے نہیں جاتے تھے اُس بے نظیر بشری صورت کی تقلید کرنا گناہ کا کفارہ نہیں؟ اگر کسی کی دیکھنے کی آنکھ نہ ہو تو مسیحیت کا کیا قصور۔ جب آدمی کنارے پر ہوتا ہے تو دیکھتا ہے کہ دریا کا پانی بیمار کر دیگا۔ مگر جس وقت غوطہ لگاتا ہے اور اس کا سر واشر دل کو کھلا کر بشاشت پیدا کرتا ہے۔ اس وقت عجیب چنچلتا پیدا ہوتی ہے۔ یہی حال مسیحی دین کا ہے جب آدمی دور ہے تو عیسائی دین میں نقص نکالتا ہے جب اُس میں آتا ہے تو عجیب اخلاق اور نرالا خوبی سے بھر جاتا ہے لہذا عیسایئت مسایل کی نوعیت ہی ہندوستان کی ترقی کا باعث فخر ہوگی۔

پادری انڈریو صاحب کی نرالی مشکل۔

جس گری ہوئی حالت میں ہندوستان تھا اُس کی شاہد تاریخ ہے اگر آج ہندوستان واحد خدا کا پرستار بنتا ہے تو پہلے واحد خُدا کا پرستار بننے کے لئے کیوں حواس باختہ جا رہا۔ مگر یاد رہے جب خدا کے ہر ایک افراد میں یکتائی پائی جاتی ہے جیسے پانی۔ روشنی۔ چرند پرند ہوا مٹی صبح شام دن رات اور انسان ایک ہی اصول کی بنا پر خلق کئے گئے۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ اس کی عبادت اور عرفان الٰہی کے جُدا جُدا طریقے ہوں وہ ایک ہی طریقہ ہے سو وہ عیسائی دین ہے جس کے نمونے پر چلنا کمزور انسان کو مشکل پڑتا ہے۔ اگر کوئی ایک عیسائی پورے نمونے میں نظر نہیں آتا تو یہ کوئی نقص نہیں ہے۔ دیکھنا تو صرف یہ ہے کہ جو قربانی اور خود انکاری جو ہیں لاکھ عیسائیوں میں مجموعی طور پر ملتی ہے۔ وہ ہندو مسلمان میں یا ۱۰۰ فیصدی بھی نہیں ملتی۔ بلکہ یہ کہنا بھی مبالغہ نہ ہوگا کہ آجتک کوئی ہندو اتنی تعلیم پا کر خود انکاری کے پرے درجہ تک نہ پہونچ سکا کیا پادری انڈریو صاحب جواب دے سکتے ہیں کہ مدرا ہندؤوں کی اپنی ایجاد ہے۔ جیسا کہ تم سے ظاہر ہے اور سوم رس سے پرورش پا کر ہندو بے میں قدیم سے بُری رسوم کے پابند ہیں۔ کیا طریقہ بام مارگ جس میں بہن اور ماں کا لحاظ نہیں رکھا جاتا کب عیسائی ملکوں سے آیا۔ جیسے ہندو پہلے کانوں پہ ہاتھ رکھتے ہوئے سر و علکسی تھے۔ انگریزوں کے آنے سے بھی استعمال کے وقت اُن کے نزدیک بُرائی نہیں ہے۔

پادری انڈریو کو واضح ہو کہ یہاں باوجود عیسائی گورنمنٹ کی لگاتار کوشش کے دیہاتی لوگ شراب نکالتے اور پیتے ہیں منشی اشیا پر زبردست محصول ہونے سے بھی لوگ باز نہ آویں تو گورنمنٹ کا کیا قصور۔ جب پوست کی کاشت عام تھی تو دیہات میں ہر ایک گھر میں پوست کے مٹکے بھرے رہتے تھے جب سے محصول بڑھا اور خاص خاص ضلاع میں کاشت کا حکم نافذ ہوا ہے بہت کچھ ترک ہوا جا رہا ہے۔ کیا پادری انڈریو صاحب بتلا سکتے ہیں سوائے شراب کے جو ہندوستانی شراب سے بہت کم نقصان دہ ہے منشی اشیا عیسائی ملکوں سے آتی ہیں۔ افیم پوست بھنگ چرس معک ہندوستان کی اپنی ایجادیں ہیں۔ بھنگ۔ دھتورہ شیو کا پریم پیالہ تھا یورپ کے لوگوں نے کام سے فعل سے۔ ہندوستان کے سامنے بہت کچھ پیش کیا ہے جس سے ہندوستان نے سبق لیا ہے۔

اور بہت کچھ تبدیلی ہوتی جاتی ہے

یوُروپین دکانوں کی ایک قیمت نے ہندوستانی دکانوں کو ایک بول بولنا کسیقدر سکھا دیا ہے اور یوروپین حاکموں نے راستی اور انصاف سے حکومت کر کے اپنے اور بیگانے حق کی تمیز کرا دی ہے۔ اگر شاذونادر کسی یوروپین حاکم نے سکھ شاہی اور نادر شاہی کی حرکت اختیار کی ہے تو وہ ہندوستانیوں کی دھڑا دھڑ خوشامدیوں اور سفارشوں کی خاطر سکھا شاہی سرزد ہوئی اور ہندوستانیوں کو دیکھئے اول اعلیٰ عہدے ہی کم نصیب ہوا ہے اور جو چھوٹے عہدوں پر چھوڑ دیئے گئے ہیں وہ عیسائی گورنمنٹ کو بدنام کرنے کی کوشش کے درپئے نہیں ہوئے! باقی رہا جوا اور رنڈیاں ہندوستان کی اپنی میراث ہیں۔ دیوالی اور ناچ انگریزوں سے پہلے کے ہیں جب عیسائی مذہب سے منہ کی کھائی تو اب شادیوں پہ قدرے ناچ کم ہوا ہے اور پولیس ہر گرم کوشش سے بھی جوئے کی بُری رسم جاتی نہیں پاتی۔ ستی اور ٹھگی ہندوستان کے اپنے تھے جن کے لئے قانون وضع ہوئے۔ کیا یہ حالات یورپ پر الزام لگانے کی اجازت دیتے ہیں کہ قبیح عادتیں ہندوستان میں عیسائی ملکوں سے آئیں بلکہ بے معنے ہیں۔

اگر منشی اشیا کی پیداوار سے ہندوستان فایدہ اُٹھاتا ہے تو یہ کوئی برائی کی بات نہیں کہ گورنمنٹ محصول لیتی ہے اگر کہا جائے کہ تمام بدی دنیا میں ہندوستان کے ہندوؤں سے پھیلی تو مبالغہ نہ ہوگا تمام منشی اشیا ہندو مذہب میں جائز ہیں جیسے بھنگ دھتورہ۔ شیو کا پریم پیالہ اور امرت سرور بار صاحب میں بھر بھر کے کٹورے لوگوں کی نذر کئے جاتے ہیں منشی اشیا مذہبا ہندوؤں میں جائز ہیں اور تمام منشی اشیا ہندوستان میں پیدا ہوتی ہیں ہندو عوما میں سے بڑے سے بڑے اخلاق سے گرے ہوئے اپنے آپ بھاگی ہیں بڑے بڑے مہاں پرش زناہ اور نیوگ کی اولاد ہیں۔ اعلیٰ ہندو بہت ہی کم ہیں جو اصلی اور باقاعدہ شادی ہونے سے پیدا ہوئے ہیں۔ راج رشی نیوگ کے پتر ہیں اور کامدیو کے غلام ہوتے رہے جیسا کہ پرکاش نے پچھلے ہفتے سناتن دھرم کو نیوگ کے ثبوت بہم پہونچائے اگر ہندو کارناموں اور صحیفوں سے مسٹر انڈریو کو ذرا بھی واقفیت ہوتی تو کبھی بھی عیسائیت کی ترقی کے راہ کی مشکلات کا بے طرح خاکہ نہ کھینچتے۔ اگر پرکاش کا مسن گھڑت ہے تو عیسائی دین کے لئے یہ مشکلات مبارک ہیں اور اُن کو اس طرح دور کیا جائیگا جس طرح مکھن سے بال نکال کر پھینکا جاتا ہے۔ صرف توجہ درکار ہے بیدار کیجئے یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اُتار دے اسکے سامنے کئی سید گھوڑے ہوئے جسکو فوراً خود کہا گیا۔

باقی آیندہ۔

سنڈے سکول کے سبق

تصویر دار پرچے سنڈے سکول

۲۵ عدد فی ہفتہ سالتمام کے لئے عہ

محصولڈاک علاوہ اور سنڈے سکول سبق

۵۲ ہفتوں کے واسطے

قیمت ۱۰ فی سبق محصولڈاک علاوہ یعنے ۱۰ کاپی فی ہفتہ تمام سال کے واسطے صرف ایک روپیہ اور محصولڈاک

یہ سبق اُردو اور فارسی حروف میں چھاپے جاتے ہیں اور چار قسطوں میں بھیجے جاتے ہیں

یہ تمام سبق انٹرنیشنل سیریز کے مطابق تیار کئے جاتے ہیں جو تمام دنیا میں استعمال کی جاتی ہیں۔ پادری ہنری فورمن صاحب ڈی۔ڈی کی تصنیف سے نوٹس اُردو میں تیار کئے جاتے ہیں اور اُن کے ساتھ انڈین بائبل ریڈنگ ایسوسی ایشن کی تلاوت کی فہرستیں بھی چھاپی جاتی ہیں۔

حقیقت یہہ ہے۔

کہ بائبل کی تعلیم کے واسطے سب سے عمدہ سبق ہیں۔ ان کا سلسلہ ایسا چلتا ہے کہ سات سالوں میں کل بائبل کی تعلیم مِلجاتی ہے یعنے پاک کلام کی پوری واقفیت ہوجاتی ہے اس لئے بذریعہ اس اشتہار کے ترغیب دیجاتی ہے کہ تمام مشن سکولوں میں یہ سبق بطور ٹیکسٹ بُک کے استعمال کئے جاویں۔ کئی ایک مشن سکول ان کا استعمال کر رہے ہیں یہ ہمارا مطلب ہے کہ تمام سکولوں میں ان کا رواج ہونا چاہئے کیونکہ یہ از حد مفید ہیں۔

جو صاحب ان کو چاہتے ہیں سو جلد اطلاع فرماویں درخواست بہ پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی۔ڈی۔ لودیانہ لکھنا کافی ہے۔ سال بھر کی قیمت پیشگی لی جائیگی۔ وی۔ پی کے ذریعہ سے۔

اعلیٰ عرق کافور

جب کسی کو ہیضہ ہوتا ہے اُس کے گھر میں ایسی ہی بکاپچی جاتی ہے اور گھر اگر یہی کہتے ہیں اگر پہلے ہی سے مقوڑا اسو جو تو یہ تکلیف نہیں اُٹھانا پڑے کیوں نہیں ایک شیشی عرق کافور کی ہر گھر میں ڈال رکھتے ہو یہ اسی کا فوہ چھبیس برس سے مشہور ہے تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی انمول دوا ہے۔ گرمی کے دست پیٹ کا درد مروڑ اور متلی کے لئے اکسیر کا اثر رکھتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۸ محصولڈاک ایک شیشی سے چار شیشی تک ۵ مہر

عرق پودینہ

ہر ایک بال بچہ دار کو یہ دوا گھر میں رکھنا چاہئے یہ عرق ولائتی پودینہ کی ہری پتیوں سے بنایا گیا ہے اس کا رنگ بھی خلل پتی کے سبز اور خوشبو بھی تازی پتیوں کے مانند رہتی ہے یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے سیاح کے لئے یہ نہایت مفید ہے پیٹ کا پھولنا۔ ڈکار کا آنا۔ پیٹ کا درد بدہضمی متلی اور اشتہا کا کم ہونا یہ سب بیاح کی علامتیں جلد دور ہوجاتی ہیں۔ گورے بچوں کے لئے اس سے بہتر کوئی دوسری دوا نہیں ہے۔

قیمت فی شیشی آٹھ آنہ (۸) محصولڈاک پانچ آنہ (۵)

مفصل حالات کی کتاب بلا قیمت ملتی ہے۔ منگوا کر ملاحظہ کیجئے۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبرہ ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

سی بی۔ بی ہائی سکول لودیانہ

قائم شدہ سنہ ۱۸۷۶ء

پُرفضا محل وقوع

مستند اُستادان

تسلی بخش انتظام و کھانا عمدہ

حرفتی کارخانجات

صرف نیک چلن عیسائی طلبا داخل ہو سکتے ہیں

شرح خرچ خوراک مع فیس جماعت فی ماہ صہ اگر دو طالبعلم ایک ہی خاندان کے ہوں للعہ سوا یا زیادہ للعہ کتب وغیرہ خرچ علاوہ ہوگا کارخانہ متعلقہ سکول ہذا میں جن رکشا کرونول وکیرم وغیرہ دیگر سامان مثل الماری میز کرسی وغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ اول درجہ کی لکڑی کا نہایت ارزاں قیمت پر تیار ہوتا ہے قیمت رکشا للعہ سے ماعہ کرونول للعہ۔ مزید دریافت حال کے لئے منیجر صاحب سکول ہذا سے خط و کتابت کریں۔

پریسبیٹرین بیواؤں اور یتیموں کا فنڈ

یہ دیسی مسیحیوں کا سب سے پرانا فنڈ ہے اس سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن ملتی ہے اور بچے بھی جبکہ وہ سکولوں میں تعلیم پاتے وظیفے پا سکتے ہیں ۱۱ و برس میں اس فنڈ نے ۸۰ ہزار روپیوں سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن دی ہے۔ اگرچہ ممبران نے صرف ستر ہزار روپے چندہ اس فنڈ میں دیا ہے اور قریباً آدھ لاکھ روپے سود سے اس فنڈ میں آگئے ہیں جس حساب سے اب بینک میں ۴۴ ہزار روپیہ نقد موجود ہے۔

ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس کا ممبر ہو سکتا ہے۔

اور نئے پراسپکٹس (اُردو و انگریزی) مینیجنگ ڈائرکٹر پادری والٹر بے کلارک ایم۔ اے نولکھا لاہور لکھنے سے بہت جلد مل سکتے ہیں۔

دستور العمل نور افشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصولڈاک ۱۱ عہ

ہندوستان و پنجاب " " " ۸ عہ

غیر ممالک سے " " " ۵ عہ

قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی۔

شرح اُجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا آٹھواں حصہ	ے	صہ	عہ
چوتھائی کالم	صہ	عہ	للعہ
نصف کالم	عہ	للعہ	[illegible]
پورا کالم	للعہ	[illegible]	[illegible]
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	مار

ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۲ر۔ ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

منوٹ :۔ نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں۔

پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی۔ڈی اڈیٹر و منیجر نور افشاں کے لئے مشن پریس لودیانہ باہتمام دائی براونسن چھپا اور شائع ہوا۔